علمی، فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین

نقیبِ طلبہ

اسلام آباد

News Letter

جلد نمبر 16 | جنوری، فروری 2024 | شمارہ نمبر 7

فہرست مضامین

	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
1	درس قرآن وحدیث	ادارہ	1
2	یوم تاسیس......تجدید عہد ووفا	ادارہ	3
3	صدق ووفا کے پیکر، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	مولانا عبدالشکور لکھنوی	4
4	سیدنا امیر معاویہ، رضی اللہ عنہ	ادارہ	8
5	ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے	میاں محمود الحسن بالاکوٹی	10
6	منزل کے عہد کا 23واں سال	نصیر عثمانی	12
7	"نقیب کا مہمان"	عبدالرؤف چوہدری	13
8	ملک وملت کے لیے نویدِ سحر!!	ادارہ	17
9	راہ عزیمت کے 23 سال	عثمان فاروقی	19
10	میر کارواں اک مثالِ جاوداں	مولانا طارق نعمان گڑنگی	21
11	بزم نقیب طلبہ	ادارہ	24
12	خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!!	وسیم الحسن	25
13	عالمگیر نصب العین کی حامل	عبدالرؤف چوہدری	26
14	ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ	قاضی ابوہریرہ	29
15	اور کارواں بنتا گیا	ادارہ	30

ایڈیٹر
عبدالرؤف چوہدری

مجلسِ مشاورت
مولانا جہان یعقوب (ایڈیٹر اخبار المدارس کراچی)

مولانا عبدالقدوس محمدی (مذہبی سکالر)

سمیع ابراہیم (سینئر اینکر پرسن و پریزیڈنٹ بول نیوز)

رانا طاہر محمود (سینئر تجزیہ نگار، سابق ایڈیٹر اے آر وائی)

عبداللہ حمید گل

متین خالد (مصنف و مؤلف)

عبدالستار اعوان (صحافی و کالم نویس)

عظمت علی رحمانی (کالم نگار و صحافی)

محمود الحسن

فیصل جاوید خان (صحافی)

مولانا عبدالرازق

عبدالباسط غفران

مجلسِ ادارت
شہزاد احمد عباسی

دانش مراد

مولانا محمد احمد معاویہ

مفتی تنویر احمد اعوان

قانونی مشیر
ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نیاز اللہ خان نیازی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سرکولیشن مینیجر عمر فاروق

قیمت فی شمارہ 60/- روپے صرف

naqeebetalaba.isb@gmail.com

+92 311 4233952

@Naqeeb_tulaba

Disigned by: Shakir Online Designing Shop

مینارہ نور

اگر تم اِن کی (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) کی مدد نہیں کرو گے، تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، کیونکہ) اللہ ان کی مدد اس وقت کر چکا ہے، جب ان کافر لوگوں نے ایسے وقت (مکہ سے) نکالا تھا جب وہ دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکرؓ) سے کہہ رہے تھے کہ: ”غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی، اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آئے، اور کافر لوگوں کا بول نیچا کر دکھایا، اور بول تو اللہ ہی کا بالا ہے۔ اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک ۔ (توبہ 40)

جوامع الکلم

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اس حال میں کہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے چل رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس کے آگے کیوں چل رہا ہے جو تم سے بہتر ہے؟ (اس کے بعد فرمایا) جتنے لوگوں پر سورج طلوع ہوتا ہے ان تمام میں حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں۔“

حمد باری تعالیٰ

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں
طرب آشنائے خروش ہو تو نوا ہے محرم گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوت پردۂ ساز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئنہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئنہ ساز میں
دم طواف کرمک شمع نے یہ کہا کہ وہ اثر کہن
نہ تری حکایت سوز میں نہ مری حدیث گداز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں
جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم پہ ہو تیری رحمت جم جم---صلی اللہ علیہ وسلم
تیرے ثنا خواں عالم عالم---صلی اللہ علیہ وسلم
ہم ہیں تیرے نام کے لیوا---اے دھرتی کے پانی دیوا
یہ دھرتی ہے برہم برہم---صلی اللہ علیہ وسلم
تیری رسالت عالم عالم تیری---نبوت خاتم خاتم
تیری جلالت پرچم پرچم---صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھ تیری امت کی نبضیں---دوب چکی ہیں ڈوب رہی ہیں
دھیرے دھیرے مدھم مدھم---صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھ صدف سے موتی ٹپکے---دیکھ حیا کے ساغر جھلکے
سب کی آنکھیں پرنم پرنم---صلی اللہ علیہ وسلم
قریہ قریہ بستی بستی---دیکھ مجھے میں دیکھ رہا ہوں
نوحہ نوحہ ماتم ماتم---صلی اللہ علیہ وسلم
اے آقا اے سب کے آقا---ارض وسما ہیں زخمی زخمی
ان زخموں پہ مرحم مرحم---صلی اللہ علیہ وسلم

آغا شورش کاشمیری

اداریہ

یوم تاسیس......تجدید عہد ووفا

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان اس نفسانفسی، غیر نظریاتی اور مایوس کن سیاسی وسماجی ماحول اور معاشرے میں بھی اپنے نظریات وافکار پر الحمدللہ قائم ہے۔ ایم ایس او کا عزم ہے کہ ظلمت کے اندھیروں میں علمی، فکری اور نظریاتی چراغ روشن کیے رکھنا ہے اور غلبہ اسلام واستحکام پاکستان کی جدوجہد میں دن رات ایک کیے رکھنا ہے۔ ملکی یا عالمی سطح پر جتنے بھی سیاسی طوفان اٹھے، نظریاتی موجیں بلند ہوئیں، فکری وفاداریاں بدلیں مگر ایم ایس او نے بڑے سے بڑے چیلنج کا سامنے کرتے ہوئے بھی اپنے نظریات اور وژن کا دیا جلائے رکھا۔ ایم ایس او نے ملک بھر کے طلبہ کو ایک فکر دی، ایک مشن دیا، ان کے جذبوں کو زبان بخشی اور انہیں تندرست سوچ عطا کی۔ اسی لیے تو نہایت قلیل عرصے میں ایم ایس او نے اپنے عملی کام کی وجہ سے اپنا نام بنایا ہے۔

ایم ایس او نے اپنے قیام کے اول روز سے ہی نسل نو کی تنظیم اور تعلیم وتربیت کے لیے کام کیا۔ اور کوئی بھی موقع ضائع کیے بغیر نوجوانوں کی بروقت رہنمائی کو اپنا فریضہ گردانا۔ وطن عزیز جو اس وقت مختلف مسائل اور بحرانوں میں گرا ہے، بدامنی، تعصّبات، خود پرستی، مادیت اور فحاشی وعریانی نے نوجوان نسل کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ تعلیمات الٰہیہ، اخلاق حسنہ اور مشرقی روایات سے عدم واقفیت کی بنا پر نوجوان نسل اپنے تاریخی، روایتی اور عظیم الشان ماضی سے کٹ چکی ہے۔ ایم ایس او نے انہی حالات کے پیش نظر نوجوان نسل میں شعور اجاگر کرنے کے لیے 22 برس پیشتر اپنا سفر شروع کیا تھا اور پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص اسلام کے غلبہ، وطن عزیز کو مستحکم بنانے، ملا ومسٹر کی طبقاتی تفریق کے خاتمے، یکساں نظام تعلیم کے نفاذ، ناموس رسالت وناموس صحابہؓ واہل بیت کے تحفظ اور نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لیے جدوجہد شروع کی تھی۔ کیونکہ ایم ایس او اس بات کا ادراک رکھتی ہے کہ تمام مسائل کا حل صرف نظام خلافت راشدہ میں ہے اسی لیے یہ طلبہ تنظیم پاکستان میں قرآن وسنت کی بالادستی کو عملی نفاذ اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کا احیا اسلامی شان وشوکت کی صورت حقیقی معنوں میں دیکھنا چاہتی ہے۔

ایم ایس او کے متوالو! جہاں آج 23 ویں یوم تاسیس کے موقع پر ہم نے ایک بار پھر تجدید عہد کرنا ہے کہ اپنی فکر اور نظریات کے بل بوتے پر ان شاءاللہ اپنے مشن وکاز پر کاربند رہیں گے وہیں پر اپنا محاسبہ کرتے ہوئے گزرے ہوئے سال میں ہونے والی غلطیوں اور خامیوں پر نظر ڈال کر انہیں بھی دور کرنا ہے۔ ایم ایس او ملک بھر کے دینی اداروں اور عصری درسگاہوں کے طلبہ کو پیغام دیتی ہے کہ وہ تمام تعصّبات سے بالاتر ہو کر ایم ایس او کے پرچم تلے آئیں اور غلبہ اسلام واستحکام پاکستان کو اپنے لیے حرز جاں بنالیں۔ ایم ایس او اپنی 22 سالہ جدوجہد پر پشیماں نہیں بلکہ فخر کرتی ہے کہ غلبہ اسلام واستحکام پاکستان، معاشرے میں سدھار لانے اور نظام خلافت راشدہ کے لیے جدوجہد اس کے حصہ میں آئی ہے اور ایم ایس او اس جدوجہد کو یقیناً اپنے لیے قابل فخر اعزاز سمجھتی ہے۔

صدق ووفا کے پیکر، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

امام اہلسنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ

ابتدائی تعارف:

آپ کا نام عبداللہ، لقب صدیق اور عتیق ہیں۔ یہ دونوں لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے تھے۔ آپ کی کنیت ''ابو بکرؓ'' ہے۔ اسی کنیت سے ہی شہرت پائی حتی کہ نام مبارک سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے دو سال اور کچھ ماہ بعد ہوئی۔ آپ رنگ کے سفید اور جسم کے لاغر تھے۔ رخساروں پر گوشت کم تھا جبکہ پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ بال سفید ہوگئے تھے اسی لیے بالوں میں مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے تھے۔ اس قدر نرم دل اور بردبار تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی نرم دلی کو بیان فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں سب سے سابق و فائق تھے۔ آج تک یہ رفاقت باقی ہے۔ حیات میں آپ ﷺ کے وزیر رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے جانشین بنے۔ ''خلیفہ رسول'' کا لقب آپ کے سوا کسی کے لیے نہیں بولا گیا۔

حالات قبل از اسلام:

آپ اشراف قریش میں سے تھے۔ بڑی عزت وثروت اور وجاہت رکھتے تھے۔ مکہ میں دیت اور تاوان کا فیصلہ آپ کے ہی سپرد تھا۔ کسی کی ضمانت دیتے تو تسلیم کی جاتی تھی۔ مکہ کے چند پڑھے لکھے افراد میں شمار ہوتا تھا۔ علم الانساب کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ فن شاعری میں اچھی مہارت اور فصاحت وبلاغت رکھتے تھے۔ مگر اسلام کے بعد شاعری چھوڑ دی۔ زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی نہ کبھی بت پرستی کی۔ بچپن سے ہی رسول اللہ ﷺ سے دوستی اور محبت رکھتے تھے۔

حالات بعد از اسلام:

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے فوری بعد بغیر کسی مطالبے اور طلبِ معجزہ کے اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: میں نے جس کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اس نے رد کیا مگر ابو بکرؓ نے نہ رد کیا نہ کوئی نشانی مانگی۔ ابتدائے نبوت میں تبلیغ کا حکم آیا تو حضور اکرم ﷺ نے حکم خداوندی کو بجالانے کا ارادہ کیا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ابتدا نہ کریں، قریش کے جہلا اور بت پرست اللہ کی وحدانیت اور شرک کا بطلان سن کر مشتعل ہوجائیں گے اور اندیشہ ہے کہ آپ کو کوئی نقصان پہنچادیں، مجھے ابتدا کی اجازت دیجیے۔ آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ سیدنا صدیقؓ اکبر نے اس وقت ایک ایسا فصیح وبلیغ خطبہ دیا جس میں حق تعالیٰ کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت اور بت پرستی کی مذمت تھی۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔

اشاعت اسلام:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے مسلمان ہوجانے سے خود بخود لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور پھر آپ نے تبلیغ کا کام بھی شروع کردیا۔ قبل ہجرت کا پُرخطر وقت جب کہ خود اپنے اسلام کا اظہار بھی مشکل تھا۔ کلمہ اسلام کا زبان پر لانا اژدھے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا۔ ایسے نازک وقت میں دوسروں کو مسلمان کرنے کی کوشش کرنا آپ کا ہی خاصا تھا۔ اشراف قریش کی ایک جماعت انہی کی دعوت وتبلیغ سے مسلمان ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف

رضی اللہ عنہم انہی کی کوششوں اور وعظ و نصیحت سے مشرف با اسلام ہوئے۔

یہ پانچ شخصیات وہ ہیں جن کے مسلمان ہوجانے سے کفار مکہ کی تیز چھری ذرا کند ہوگئی کیونکہ یہ حضرات مکہ کے ذی اثر قبائل میں سے تھے۔ اور ہر ایک اپنے قبیلے میں باوجاہت تھا۔ ان کے علاوہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوسلمی اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی آپ کی محنت شاقہ سے آسمان اسلام کے درخشندہ ستارے بنے۔

اسلام کی پہلی مسجد:

اسلام لانے کے بعد سیدنا صدیقؓ اکبر نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے، اس مسجد میں روزانہ صبح بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بزبان صدیقؓ کیسے اثر نہ چھوڑتی کہ لوگوں کا زبان صدیق سے قرآن سننے کے لیے ہجوم لگ جاتا۔ آپ کے اس روزانہ کے مشغلے سے تنگ آکر کفار مکہ نے مزاحمت کی اور آپ کو باجازت نبوی حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ ہجرت کے قصد سے کوچ کے بعد راستے میں ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی اور وہ باصرار آپ کو واپس لے آیا اور مکہ میں منادی کی کہ: کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو بے دیکھی ہوئی چیز (آخرت کا ثواب) کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، لوگوں کی غم خواری کرتا ہے اور مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے۔ میں ان کو اپنے امان پر واپس لایا ہوں کوئی بھی مزاحمت مت کرے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک کافر کی امان قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے رسول کی امان کو ہی اختیار کرتا ہوں۔ اس کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ اب انتظار کیجیے ہمیں بھی ہجرت کی اجازت ملنے والی ہے۔

راہ خدا میں مال خرچ کرنا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب ایمان لائے تو مال تجارت کے علاوہ چالیس ہزار نقد ان کے پاس موجود تھا۔ وہ سب انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور اشاعت دین کے لیے صرف کردیا۔ بہت سے لوگ جو مسلمان ہونے کے باوجود غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے اپنے کفار آقاؤں کے ظلم تشدد کا نشانہ بن رہے تھے ان کو خرید کر آزاد فرمایا۔ جن میں حضرت بلال حبشی، عامر بن فہیرہ، نہدیہ اور ام جبس رضی اللہ عنہم وعنھن سرفہرست ہیں۔

یہ پانچ شخصیات وہ ہیں جن کے مسلمان ہوجانے سے کفار مکہ کی تیز چھری ذرا کند ہوگئی کیونکہ یہ حضرات مکہ کے ذی اثر قبائل میں سے تھے۔ اور ہر ایک اپنے قبیلے میں باوجاہت تھا۔

دینی امور میں جہاں بھی ضرورت پیش آتی حضرت ابوبکرؓ کا مال حاضر ہوتا۔ کوئی موقع ایسا نہیں کہ ضرورت ہو اور ابوبکرؓ پیچھے رہے ہوں۔ بالخصوص غزوہ تبوک کے موقع پر جو کچھ بھی موجود تھا سب لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کردیا یہاں تک کہ اپنا پہنا ہوا لباس بھی راہ خدا کے مجاہدین کے لیے وقف کردیا۔ تب حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ کا سلام آیا اور فرشتوں کو بھی سنتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے ٹاٹ کا لباس پہننے کا حکم دیا گیا۔

اسلام کے لیے مشقتیں برداشت کرنا:

بیت اللہ میں خطبہ دینے کے بعد کفار مکہ نے جو ایذائیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیں اور انہوں نے کس طرح عزم و استقلال کا پہاڑ بن کر برداشت کیں وہ خود ایک دفتر عشق ہے۔

کئی بار آنحضرت ﷺ کو کفار کے نرغے سے بچایا اور اپنے اوپر کفار کا ظلم تشدد برداشت کیا۔ بیت اللہ میں جب آقا نامدار کے گلے میں چادر ڈال کر کفار نے بدمعاشی کی تو حضرت صدیقؓ ہی تھے جنہوں نے آپ کا دفاع کیا اور کفار کا اس قدر ظلم برداشت کیا کہ کئی دن تک بے ہوش

رہے۔ جب بھی ہوش آتا تو ایک ہی سوال زبان پر ہوتا کہ آقا کیسے ہیں جب سکون نہ آیا تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چہرہ انور کی زیارت کر کے آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی۔ شعب ابی طالب کی تین سالہ اسیری اور ظلم جبر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے جس کا تذکرہ ابو طالب کے اس شعر میں موجود ہے۔

اہل مکہ نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا
پس اس صلح سے ابوبکرؓ اور محمد خوش ہوئے۔

بیٹی کا رشتہ:

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا جب دس نبوی میں انتقال ہو گیا اور حضور ﷺ کو بہت زیادہ مغموم دیکھا تو سیدنا ابوبکرؓ نے اپنی صاحب زادی سیدہ عائشہؓ کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا اور مہر کی رقم بھی اپنے پاس سے ادا کی۔

ہجرتِ مدینہ:

جب کفار مکہ کے ہر طرح کے مظالم برداشت کر کے آنحضرت ﷺ اپنی تیار کردہ جماعت کے ہمراہ امتحانِ باری تعالیٰ میں سرخرو ہو گئے تو آپ ﷺ کو حکم ملا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ اس مبارک سفر میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے حبیب نے تمام صحابہؓ کرام میں صرف حضرت ابوبکرؓ کو ہی منتخب کیا۔ اس سفر میں جیسی جانی و مالی خدمتیں حضرت ابوبکرؓ نے کیں اس کی مثال پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے۔ غار میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے حبیب ﷺ سے یاری کی ایسی وفا شعاری کی کہ وہ رہتی دنیا تک صدق و وفا کے لیے ضرب المثل بن گئی۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی اس سفر کے لیے حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب کر کے آج کی بہت سی بدچلن زبانوں کو بند کر دیا اور بتا دیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا ابوبکرؓ کے اخلاص و اعتماد پر مکمل بھروسہ تھا۔

> حضرت صدیقؓ ہی تھے جنہوں نے آپ کا دفاع کیا اور کفار کا اس قدر ظلم برداشت کیا کہ کئی دن تک بے ہوش رہے۔ جب بھی ہوش آتا تو ایک ہی سوال زبان پر ہوتا کہ آقا کیسے ہیں جب سکون نہ آیا تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چہرہ انور کی زیارت کر کے آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی۔

غزوات میں شرکت:

ہجرت کے بعد جہاد کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے کم وبیش 27 غزوات لڑے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے لیے جو عریش بنایا گیا تھا اس کے حفاظت کے فرائض حضرت صدیقؓ نے ہی سرانجام دیے۔ غزوہ تبوک میں لشکر کا جائزہ لینا اور لشکر کی امامت کرنا حضرت ابوبکرؓ کے ہی سپرد تھا۔

سریہ بنی فرارہ میں لشکر کی کمان حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ میں دی گئی اور آپ کو سپاہ سالارِ لشکر بنا کر بھیجا گیا جس سے بڑی فتح حاصل ہوئی اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ سن 9 ہجری میں جب حج کا حکم نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر قافلے کو روانہ فرمایا۔

فضائلِ صدیق رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات کے ایام میں ایک خاص خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں سیدنا ابوبکرؓ صدیق کے فضائل بیان فرمائے اور حکم دیا کہ مسجد نبوی میں جن کے دروازے ہیں ابوبکرؓ کے علاوہ

سب بند کر دیے جائیں۔ آخری ایام میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنے مصلے کا امام بنا دیا اس طرح حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی حیات طیبہ میں 25 یا 27 نمازوں کی امامت فرمائی۔ دروازے کا کھلا رکھوانا، آپ کے اہم فضائل بیان فرمانا اور اپنے مصلے کی امامت سونپنا یہ سیدنا ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کا واضح اشارہ ہے۔

خلافت:

رسول اللہ ﷺ کے انتقال مبارک کے بعد عزم واستقلال کا ممبا بن کر کھڑی رہنے والی اور صحابہؓ کرام کو حوصلہ ودلاسا دینے الی ذات حضرت صدیقؓ ہی کی تھی۔ آپ ﷺ کے بعد بالاتفاق صحابہ کرامؓ جانشین پیغمبر کے طور پر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کو خلیفۃ الرسول بنا دیا گیا یوں آپ کو خلیفہ بلا فصل ہونے کا اعزاز ملا۔

> اگرچہ آپ کی خلافت کا زمانہ بہت مختصر تھا۔ اور آپ ایسے نازک حالات میں خلیفہ مقرر ہوئے کہ جس وقت کوئی فرشتہ بھی ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا۔ مگر پھر بھی آپ نے جو کام سر انجام دیے امن واطمینان کے حالات میں بھی کوئی نہ کر سکا۔ رسول اللہ ﷺ کے جنازہ اور تجہیز وتکفین کے معاملہ میں ہونے والے اختلافات کا حل، رسول اللہ ﷺ کے ذمہ کسی کا جو قرض تھا اس کی ادائیگی، رعایا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جو برتاؤ تھا اسے برقرار رکھنا، انتہائی کٹھن حالات کے باوجود جیش اسامہ کی روانگی، مدعیانِ نبوت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا، مرتدین سے نمٹنے کے لیے اقدامات اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ہی خاصا رہی۔ اس وقت دنیا میں کفر کی دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک ایران کی جو مجوسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور دوسری روم کی جو مذہباً عیسائی تھے۔ ان دونوں کی فتوحات کی ابتدا سیدنا ابوبکرؓ صدیق کے دست اقدس سے ہوئی۔

کارنامے اور فتوحات:

اگرچہ آپ کی خلافت کا زمانہ بہت مختصر تھا۔ اور آپ ایسے نازک حالات میں خلیفہ مقرر ہوئے کہ جس وقت کوئی فرشتہ بھی ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا۔ مگر پھر بھی آپ نے جو کام سر انجام دیے امن واطمینان کے حالات میں بھی کوئی نہ کر سکا۔

رسول اللہ ﷺ کے جنازہ اور تجہیز وتکفین کے معاملہ میں ہونے والے اختلافات کا حل، رسول اللہ ﷺ کے ذمہ کسی کا جو قرض تھا اس کی ادائیگی، رعایا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جو برتاؤ تھا اسے برقرار رکھنا، انتہائی کٹھن حالات کے باوجود جیش اسامہ کی روانگی، مدعیانِ نبوت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا، مرتدین سے نمٹنے کے لیے اقدامات اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ہی خاصا رہی۔ اس وقت دنیا میں کفر کی دو بڑی طاقتیں تھیں۔ ایک ایران کی جو مجوسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور دوسری روم کی جو مذہباً عیسائی تھے۔ ان دونوں کی فتوحات کی ابتدا سیدنا ابوبکرؓ صدیق کے دست اقدس سے ہوئی۔

اُدھر فوجیں روم وشام میں کفار کو کچلنے میں مصروف تھیں ادھر صدق ووفا کا یہ سرچشمہ، تاجدارِ صداقت، پیغمبر کی جانشینی کا حق ادا کرنے والی عظیم شخصیت کا چراغ 22 جمادی الثانی 13 ہجری 63 برس کی عمر میں بجھ گیا اور اپنے رفیقِ اعلیٰ کی جوار رحمت میں آرام فرما ہو گئے۔ ❁❁❁

> اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ "ابوبکر صدیقؓ کے احسانات کا بدلہ میں نہیں دے سکتا۔ اس کی نیکیوں کا صلہ خدا ہی دے گا۔"
>
> جس ہستی کا ذکر قرآنِ کریم میں آئے اور جو یارِ غار اور صدیقِ اکبرؓ کے لقب سے متصف ہوں، ان کا درجہ اللہ کے ہاں واقعی بہت بلند ہوگا جب کہ آپ ؐ "افضل الخلائق بعد الانبیا" یعنی رسولوں کے بعد آپؓ تمام مخلوقات میں افضل ہیں۔"

جلیل القدر صحابی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عالمِ اسلام کی ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے احسان سے یہ امت سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ آپ ان چند کبار صحابہؓ میں سے ہیں جن جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں مسلسل حاضری اور حق تعالٰی کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل ہے۔

آپ اسلامی دنیا کی وہ مظلوم ہستی ہیں جن کی خوبیوں اور ذاتی محاسن وکمالات کو نہ صرف نظرانداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی پیہم کوشش کی گئی، آپ پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے، آپ کے متعلق ایسی باتیں گھڑی گئیں اور ان کو پھیلایا گیا جن کا کسی عام صحابی سے تو درکنار کسی شریف انسان سے پایا جانا بھی مشکل ہے۔

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے خلاف جس شدّ ومدّ کے ساتھ پروپیگنڈہ کیا گیا اس کی وجہ سے آپ کا وہ ذاتی کردار نظروں سے بالکل اوجھل ہوگیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت نے پیدا کیا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ آج دنیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بس جنگِ صفّین کے قائد کی حیثیت سے جانتی ہے جو حضرت علیؓ کے مقابلے کے لیے آئے تھے، لیکن وہ حضرت معاویہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظورِ نظر تھے، جنہوں نے کئی سال تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کتابت وحی کی نازک فرائض سرانجام دیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے علم وعمل کے لیے بہترین دعائیں لی، جنہوں نے سیدنا عمرؓ جیسے مدبر خلیفہ کے زمانے میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منوایا، جنہوں نے تاریخ اسلام میں جہاد کے لیے سب سے پہلے وہ بحری بیڑہ تیار کیا جس کے لشکر میں شریک ہوکر جہاد کرنے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی، جنہوں نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ رومی عسائیوں کے خلاف جہاد میں گزارا، اور ہر بار ان کے دانت کھٹے کیے، آج دنیا ان کو فراموش کرچکی ہے، لوگ صرف اتنا جانتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صرف وہ ہیں جن کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ ہوئی تھی لیکن مسلمان آج اس حضرت معاویہ سے ناواقف ہیں جنہوں نے قبرص، روڈس، صلقیہ اور سوڈان جیسے اہم ممالک حلقہ بگوشِ اسلام کیے تھے، جنہوں نے سالہا سال کے خلفشار کے بعد عالمِ اسلام کو پھر سے ایک جھنڈے تلے جمع کیا تھا، جہاد کا جو فریضہ تقریباً متروک ہوچکا تھا اسے ازسر نو زندہ کیا، اپنے عہد حکومت میں نئے حالات کے مطابق شجاعت وجواں مردی، علم وعمل، حلم وبربادی، امانت ودیانت میں نظم وضبط کی بہترین مثالیں قائم کیں، یہ ساری باتیں وہ ہیں جو پروپیگنڈوں کی غلیظ تہوں میں چھپ کر چھپ کر رہ گئی ہیں، آج سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ان حسین پہلوؤں کو سامنا لانا بہت ضروری ہے، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے وہ نمایاں پہلو ہیں جن کو بیان کرنے سے آپ رضی اللہ عنہ کے کردار کی ایک ایسی تصویر سامنے آتی ہے جو ہر لحاظ سے دلکش ہی دلکش ہے، عالمِ اسلام کو ان کی حقیقی شخصیت سے متعارف کرانا مذہبی طبقات کی اہم ذمہ داری ہے۔

ابتدائی حالات:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کے مشہور قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنی شرافت ونجابت اور جود وسخا میں پورے عرب میں ممتاز ہے، اس قبیلے کو سب سے بڑا شرف یہ حاصل ہے کہ اس میں آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ پھر قریش میں آپ رضی اللہ عنہ اس

نامور خاندان بنوامیہ سے تعلق رکھتے ہیں جو نسبی و منصبی حیثیت سے بنو ہاشم کے بعد سب سے زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل ہی اپنے خاندان میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور قبیلے کے معزز سرداروں میں شمار ہوتے تھے، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے، آپ کے ایمان لانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مسرت ہوئی کہ آپ نے اعلان فرمادیا "جو شخص بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اسے امن دیا جائے گا"۔ آپ کا نام معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان صخر رضی اللہ عنہ بن حرب بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اور آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی، آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور اکرم ﷺ سے ملتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے تقریباً ۵ سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار مکہ کے ان چند افراد میں ہوتا تھا جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

قبولِ اسلام:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبول اسلام کا اعلان فتح مکہ 8ھ کے موقع پر فرمایا، لیکن اس سے بہت عرصے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام داخل ہوچکا تھا، جس کا ایک اہم اور واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق اور صلح حدیبیہ میں حصہ نہیں لیا، حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ جوان اور فنون حرب وضرب کے ماہر تھے۔ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "میں عمرة القضا سے بھی پہلے اسلام لاچکا تھا، مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ میری والدہ نے مجھے صاف کہہ دیا تھا کہ اگر تم مسلمان ہوکر مدینہ چلے گئے تو ہم تمہارے ضروری اخراجات زندگی بھی بند کردیں گے" (طبقات ابن سعدؒ)

خدمت نبوی ﷺ میں:

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شب و روز خدمت نبوی ﷺ میں بسر ہونے لگے آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان بنوامیہ کے تعلقات قبول اسلام سے پہلے بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ دوستانہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے دار ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دارالامن قرار دے دیا تھا۔

کاتب وحی:

حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف کاتبین وحی صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل فرمالیا تھا بلکہ دربار رسالت ﷺ سے جو فرامین اور خطوط جاری ہوتے تھے، ان کو بھی آپ رضی اللہ عنہ لکھا کرتے تھے۔ "حضور اکرم ﷺ کے کاتبین میں سب سے زیادہ حاضر باش حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شب و روز کتابت وحی کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی شغل نہ تھا" (علامہ ابن حزم، جامع السیر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر مشتمل ایک جماعت مقرر کررکھی تھی جو کہ "کاتب وحی" تھے ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا چھٹا نمبر تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کاتب وحی بنایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو کاتب وحی بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا (ازالة الخفا) (ماخوذ: حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق)

آپ کے ایمان لانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مسرت ہوئی کہ آپ نے اعلان فرما دیا "جو شخص بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اسے امن دیا جائے گا"۔

(جاری ہے)

ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

میاں محمود الحسن بالاکوٹی

چمن میں بہار دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔۔۔بیس سال قبل جب ہم نے اس گلشن کی بنیاد رکھی تو آنکھوں میں قسم قسم کے خواب تھے۔۔۔تعلیمی اداروں میں دوسری طلباء تنظیموں کی سرگرمیاں دیکھتے۔۔۔اک ہوک سی دل میں اٹھتی۔۔۔کہ کیا کبھی ہم بھی ایسی آزادی سے ان اداروں میں کام کر سکیں گے۔۔۔ایک دوسرے کی ہمت بندھاتے۔۔۔۔میں نے ایک موقع پر انھیں مولانا طارق جمیل صاحب کا ایک واقعہ سنایا۔۔۔مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ اسی کی دہائی کی بات ہے۔۔۔میں تبلیغی جماعت کے ساتھ کوئٹہ گیا۔۔۔ہم گشت کے لئے کوئٹہ کے نامی گرامی کالج گئے۔۔۔مگر سیکیورٹی گارڈ نے ہمیں کالج میں نہ جانے دیا۔۔۔۔ بل کہ ہمیں کڑوی کسیلی سنائیں۔۔۔ہم جل بھن کر رہ گئے۔۔۔واپس مسجد میں آئے۔۔۔میں نے اپنے امیر صاحب کو ساری روداد سنائی۔۔۔اور ساتھ ہی دکھی لہجے میں کہا۔۔۔کیا ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم اشرافیہ کے اس طبقے میں بھی اپنی دعوت پیش کر سکیں گے؟ امیر صاحب نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا بیٹا استقامت کے ساتھ غریبوں میں اپنی محنت کرتے رہو۔۔۔۔ایک وقت آئے گا کہ یہ سارے عہدے والے آپ کے قدموں میں بیٹھنے کو سعادت سمجھیں گے۔۔۔۔وقت گزرتا گیا۔۔۔ہم اپنی محنت میں لگے رہے۔۔۔۔

1990 میں دوبارہ خواص کی جماعت کے ساتھ کوئٹہ جانا ہوا۔۔۔دوسرے دن اس نامی گرامی کالج کے پرنسپل کی طرف سے کالج میں بیان کے لئے دعوت موصول ہوئی۔۔۔۔کالج پہنچے تو پرنسپل صاحب سمیت سارا کالج استقبال کے لئے دیدہ دل فرشِ راہ کئے کھڑا تھا۔۔۔میرے سامنے پندرہ بیس برس قبل کا منظر اور جماعت کے امیر صاحب کا قول آ گیا۔۔۔کہ ہمت و حوصلے کے ساتھ اپنے حلقے میں کام کرتے رہو۔۔۔اللہ تعالیٰ ان سب کو آپ کے قدموں میں لائے گا۔۔۔کچھ ایسا ہی منظر میری آنکھوں نے بھی دیکھا۔۔۔ہم چھپ چھپا کے کسی کونے میں تربیتی نشست رکھتے۔۔۔جامعہ کے خفیہ اہلکاروں کو خبر ہو جاتی۔۔۔نتیجتاً ہمیں نشست ملتوی کرنا پڑتی۔۔۔پرانے دوست تو حالات کے زیر و بم سے آگاہی کی وجہ سے خاموش ہو جاتے۔۔۔مگر نئے دوست تو دماغ چاٹتے۔۔۔کیا یہ دین کا کام نہیں؟؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف ہمارے ہیں؟؟ عصری اداروں کی سختی تو سمجھ میں آتی ہے مگر دینی مدارس کیوں ہم پر اتنی پابندیاں لگاتے ہیں؟ دین کا کام ہے تو پھر چھپ کر کیوں کرتے ہیں؟ دوست احباب ہمت و حوصلے کے ساتھ نظریاتی محنت میں جتے رہے۔۔۔ہمت محنت جہد مسلسل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی دکھایا کہ جنھیں لوگ اپنی مسجد مدرسے میں گھسنے نہیں دیتے تھے۔۔۔انھوں نے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے سب سے بڑے ہال " کنونشن سینٹر میں "بین الاقوامی طلباء اجتماع" اس آن بان اور شان سے کروایا کہ کنونشن سینٹر میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔۔۔ملکی و بین الاقوامی شخصیات مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کو بین الاقوامی طلباء تنظیم کے خطاب سے نوازا۔۔۔سابق وزیر اعظم پاکستان شاہد خاقان عباسی نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں نے آج تک اتنا بڑا اور منظم طلباء اجتماع آج تک نہیں دیکھا۔۔۔مولانا عبدالغفور حیدری عبداللہ گل و دیگر نے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کو ملک کا روشن مستقبل قرار

دیا۔۔۔۔ ملکی وبین الاقوامی میڈیا براہ راست کورتج کرتا رہا۔۔۔۔ ذالك فضل الله يو تيه من يشاء۔۔۔۔

مجھے یاد ہے کہ ہمیں اجلاس کے لئے دو دو دن سوچنا پڑتا کہ کہاں رکھیں۔۔۔۔ ہم عصر کے بعد پارکوں میں جمع ہوتے۔۔۔۔ طلباء کھیلتے اور ہم ڈرتے ڈرتے مشاورت مکمل کرتے۔۔۔۔ رسالے کی تقسیم اعصاب شکن مرحلہ ہوتا۔۔۔ کہیں مخبری نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ ہم اکثر فضائل سنا کر یہ خدمت کسی صوفی طالب علم سے لیتے۔۔۔۔۔ اور خود جامعہ سے رخصت پر ہوتے۔۔۔۔ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس میں درس قرآن کا پروگرام رکھا۔۔۔۔ یہ کسی بھی بڑے عصری تعلیمی ادارے میں ہمارا پہلا پروگرام تھا۔۔۔ عین موقع پر وہاں موجود بڑی طلباء تنظیم آڑے آ گئی۔۔۔ بات توں تکرار تک جا پہنچی۔۔۔۔ ہمیں پھر مجبوراً اپنا روایتی انداز اپنانا پڑا۔۔۔۔ ہم نے انھیں صاف کہہ دیا کہ آج یونیورسٹی میں ہمارا پروگرام روکا گیا تو یاد رکھنا ملک بھر میں آپ کے پروگرام بھی نہیں ہوسکیں گے۔۔۔۔ غرض اس نوعیت تک پہنچنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے ہیں۔۔۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایچ نائن کالج اسلام آباد میں پیش آیا۔۔۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا تربیتی اجتماع اسے دیگر طلباء تنظیموں سے ممتاز کرتا ہے۔۔۔۔ صوبائی اور مرکزی اجتماع میں صوبائی و مرکزی قیادت کا احتساب کے لئے کارکنوں کی عدالت میں پیش ہونا انہیں آئین و قانون کا پابند بناتا ہے۔۔۔ یہاں سے پاکستانی مسلمانوں کو صالح باصلاحیت اور محب وطن قیادت فراہم کی جاتی ہے۔۔۔ آج الحمدللہ بھرپور اور منظم طریقے سے ملک کے ہر چھوٹے بڑے تعلیمی ادارے میں غلبہ اسلام اور استحکام پاکستان کیلئے نوجوان مصروف عمل ہیں۔۔۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن طلباء کو استاد کا احترام درسگاہ کا تقدس اور غریب طلباء سے تعاون کا عملی درس دیتی ہے۔۔۔ اس گلشن کی آبیاری میں کتنی پاکیزہ جوانیاں کام آئی ہیں۔۔۔۔۔ کتنے ارمانوں کا خون ہوا ہے۔۔۔۔ میرے نونہال شاید اس تاریخ سے آگاہ نہ ہوں۔۔۔۔ لہذا اب اس گلشن کی حفاظت اور آبیاری امت کے نونہالوں کے ذمے ہے۔۔۔۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن طلباء کو استاد کا احترام درسگاہ کا تقدس اور غریب طلباء سے تعاون کا عملی درس دیتی ہے۔۔۔ اس گلشن کی آبیاری میں کتنی پاکیزہ جوانیاں کام آئی ہیں۔۔۔۔۔ کتنے ارمانوں کا خون ہوا ہے۔۔۔۔ میرے نونہال شاید اس تاریخ سے آگاہ نہ ہوں۔۔۔۔ لہذا اب اس گلشن کی حفاظت اور آبیاری امت کے نونہالوں کے ذمے ہے۔۔۔۔

جلتا ہے جن کا خون چراغوں میں رات بھر
ان غمزدوں سے پوچھ کبھی قیمت سحر

> آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ اگر کوئی کنواں دیکھنے جائیں تو اس کے اندر جھانکتے ضرور ہیں۔ جرنیلی سڑک کے اس سفر میں ہم نے ایسے ایسے بہت سے کنویں جھانکے۔ اس گجرات کے کنویں پر ایک بہت پرانی عبارت دکھائی دی۔ کسی خوش خط پینٹر نے اردو اور گورمکھی میں لکھا تھا:
>
> ”براہ کرم کنویں کے اندر کوڑا کرکٹ نہ پھینکیں۔“
>
> ہم نے جلدی سے جھانک کر دیکھا۔ اندر کوڑا کرکٹ بھرا ہوا تھا۔
>
> (رضا علی عابدی کی کتاب ”جرنیلی سڑک“ سے حکیم شاکر فاروقی کا اقتباس)

منزل کے عہد کا 23 واں سال

نصیر عثمانی، مانسہرہ

ہم نے بخشی ہے جوانوں کو نئی فکر
یہی فکر جوانوں کو ابھارے گی
یہی لوگ کریں گے میرے گلشن کا تحفظ
یہی سوچ جو بکھروں کو سنوارے گی

دنیا کی مثال اس گاڑی کی سی ہے جو مسلسل رواں دواں ہی رہتی ہے اور گاڑی کے سوار دو طرح کے ہوتے ہیں جن میں سے کچھ اپنے چھوٹے چھوٹے ٹھکانوں پر اتر جاتے ہیں اور کچھ ایسے سوار ہوتے ہیں جن کی منزل بہت دور ہوتی ہے اور وہ سفری راستے کی کسی بھی طرح کی پرواہ کئے بغیر اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ یہی مثال ہم مسلمانوں کی بھی ہے کہ ہمارا مقصد تو منزل پر پہنچنا ہی ہوتا ہے مگر کئی ایسے ہوتے ہیں جو آدھ راستہ ہی میں اپنی منزل پر جانے والی گاڑی کو کھو بیٹھتے ہیں مگر کچھ وہ ہوتے ہیں جو نظامِ اسلام کے نفاذ یعنی غلبہِ اسلام کے لئے ہمہ تن مصروفِ عمل رہتے ہیں کیونکہ اُن کا اِس پر کامل ایمان ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اس ہمت اور کوشش سے بے وفائی کی تو ہم دنیا و آخرت میں ناکام ٹھہریں گے کیونکہ منزل کے راہی ان لوگوں کو یہ پختہ یقین ہوتا ہیکہ یہ کوشش اور محنت اس تسلسل کا نام ہے جو حضرت محمد صلیٰ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے اصحابِ کرامؓ واہلبیتِ عظامؓ کے توسط سے قیامت کی صبح تک آنے والے لوگوں کے لئے پیغام اور دعوت پہنچانے کا فرض نبھانا تھا، اور اگر ہم اِسی فرض کی ادائیگی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کامیاب فرمائیں گے۔

یہ سچ ہے کہ سحر تک نہ رہیں ہم شاید
مگر یہ طے ہے کہ سحر ہو کے رہے گی

آج سے 1445 سال پہلے کے غلبہِ اسلام کی اِسی محنت میں اپنا کردار شامل کرنے کے لئے 23 سال قبل 11 جنوری 2002 کے دن مدارسِ عربیہ اور عصری تعلیمی اداروں کے ان طلبہ کرام، جن کے دلوں میں نبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق رچا بسا تھا اُنھوں نے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی بنیاد رکھی اور یہ عہد کیا کہ ہم پاک سرزمین پر نبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ واہلبیت عظامؓ کے اسلام کو نہ صرف نافذ کرنے کی ہر کوشش کریں گے بلکہ ان کے ناموس کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

جن میں تنہا چلنے کے حوصلے ہوتے ہیں
ایک دن انہی کے پیچھے قافلے ہوتے ہیں

11 جنوری کے اس اجلاس میں قمر الزمان چوہدری مرحوم، ملک مظہر جاوید، اور صفدر صدیقی جیسے قابلِ تقلید درجن بھر افراد گویا یہ عہد کر رہے تھے کہ ہم نے راستہ کی رکاوٹوں کو بغیر خاطر میں لائے اپنی پوری زندگی اس نظام اور عشق و دفاع کے اس سفر کے لئے وقف کریں گے۔

گزرے ہوئے یہ بائیس سال اس بات کے گواہ ہیں کہ MSO کے قائدین و کارکنان نے اپنے مشن سے وفا کرتے ہوئے ہر موقع پر تحفظِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، ناموسِ صحابہ و اہلبیت، طلبہ حقوق کی پاسداری اور مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کے پرچم کو ہمیشہ لہرائے رکھا اور نادان مسلمانوں و ظالم کافروں کو یہ باور کروایا کہ ہم ان کے نام لیوا ہیں جو ایک ہزار کے مقابل 313 میدان میں اترے تھے اور آقا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے دعا فرمائی تھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ: اے اللہ! آپ کے اور میرے یہ جانباز و جانثار آج ناکام ہو گئے یا ختم ہو گئے (بقیہ صفحہ نمبر: پر)

”نقیب کا مہمان“

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کے تیسویں یومِ تاسیس کے موقع پر ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان سردار مظہر سے خصوصی بات چیت

نقیب کا مہمان: سردار مظہر، ناظم اعلیٰ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان۔

میزبان: عبدالرؤف چوہدری، ایڈیٹر نقیب طلبہ اسلام آباد۔

نقیب طلبہ: وطن عزیز میں بے شمار طلبہ تنظیموں کی موجودگی میں بانیان MSO نے ”مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن“ کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی؟

سردار مظہر: وطن عزیز پاکستان میں جتنی بھی سیاسی یا مذہبی جماعتیں موجود ہیں انہوں نے دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے طلبہ تنظیمیں بھی بنائی ہوئی ہیں۔ ان ذیلی طلبہ تنظیموں کا مستقل کوئی ایجنڈا یا علیحدہ نصب العین نہیں ہوتا، ان کی پالیسی آزاد نہیں ہوتی، یہ اپنی بالائی جماعت کی ہی کٹھ پتلی ہوتی ہیں، اسی کے ایجنڈوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سرگرداں ہوتی ہیں۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں قومی و لسانی بنیادوں پر کونسلوں کا وجود بھی کسی سے مخفی نہیں جو طلبہ کو تقسیم در تقسیم کرتی چلی جاتی ہیں، جبکہ تعلیمی اداروں میں اسلحہ کلچر، بے حیائی و فحاشی اور بے راہ روی کے ماحول کو فروغ دینے جیسے اقدامات آئے روز بھڑتے جا رہے ہیں۔

ایسے حالات میں ایک ایسی طلبہ تنظیم کی ضرورت تھی جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طلبہ کی ذہن سازی کرتے ہوئے طلبہ برادری کو اسلام کے بنیادی عقائد توحید و رسالت، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ناموس صحابہؓ و اہل بیتؓ سے روشناس کرائے، جو طلبہ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی بجائے مستقبل کے چیلنجوں، جیسے الحاد و بے دینی، سیکولرزم، تہذیبی بگاڑ اور اخلاقی تباہ کاریوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرے۔ طلبہ برادری کے دل و دماغ میں وطن عزیز پاکستان کی محبت اجاگر کرتے ہوئے انہیں وطن عزیز کے استحکام کے لیے عملی طور پر تیار کرے اور وطن عزیز کے لیے باصلاحیت، خدمت گزار اور عادل و منصف قیادت تیار کرنے کے لیے کردار ادا کرے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی بنیاد اسی نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے رکھی گئی تاکہ نوجوانوں کی ایسی کھیپ تیار کی جا سکے جو خوف خدا، عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب اصحابؓ و اہل بیتؓ سے سرشار ہو، جو دینی و عصری علوم سے بہرہ ور ہو، جو حقیقی معنوں میں اسلام و پاکستان کی نمائندگی کر سکے، جو وطن عزیز کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہو اور اپنے اسلاف کی منہج پر جدوجہد کرتے ہوئے خلفائے راشدین کے طرز پر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

نقیب طلبہ بانیان ایم ایس او نے جب تنظیم کی بنیاد رکھی تو اس کا نصب العین ”غلبہ اسلام و استحکام پاکستان“ ہی کیوں رکھا۔

سردار مظہر: جب بھی کسی تنظیم کو معرض وجود میں لایا جاتا ہے تو یقینی بات ہے اس کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ ہوتا ہے کہ اس تنظیم کی منزل کیا ہوگی، کس عنوان کو موضوع بنا کر میدان میں اترے گی، ایسا کون سا سلوگن ہو سکتا ہے جس کو عوام الناس قبول بھی کرے۔ کیونکہ انسان جب بھی کچھ کرنے کا سوچتا ہے تو سب سے پہلے اس کے فوائد و نقصانات کا سوچتا ہے۔ ایم ایس او کے قیام کے وقت یہی فکر بانیان ایم ایس او کو بھی درپیش تھی کہ ایسا کون سا نصب العین رکھا جائے جو مقبول ہو اور اس پر کسی قسم کا اعتراض بھی نہ ہو۔ حضرات سر جوڑ کر بیٹھے اور کافی غور و خوض کے بعد اس نتیجے

پر پہنچے کہ ایک نصب العین ایسا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور وہ قرآنی نصب العین یہ تھا کہ ”دین اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دیں“ عام ہے کہ وہ آسمانی مذاہب ہوں یا خود تراشیدہ۔ لہٰذا ایم ایس او کے بانیان نے سمجھا کہ اس نبوی نصب العین سے زیادہ کوئی نصب العین بہتر اور جامع مانع نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف جب وطن عزیز پاکستان کی بنیاد کی طرف نظر کی تو بانیان پاکستان کے ارشادات اور تصورات میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں پائی کہ اس خطہ کا وجود بھی اسی نبوی نصب العین کے مرہون منت ہے جس نے عملی طور پر ایک آئیڈیل اور مثالی نظام حکومت اور نظام معاشرت وضع کر کے دکھایا جس نے نہ صرف دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنایا بلکہ وہ نظام تا قیامت ریاستوں کے لیے رول ماڈل بن گیا۔ تو بانیان MSO پاکستان سوچ و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ہمیں نبوی نصب العین کو اور نبوی نصب العین کی کامیابی کی صورت میں قائم ہونے والے نظام کو بنیاد بناتے ہوئے حاصل ہونے والے ملک کے استحکام کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا نصب العین ”غلبہ اسلام واستحکام پاکستان“ رکھنا چاہیے۔

نقیب طلبہ: ایم ایس او پاکستان نے کن مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کام کا آغاز کیا؟

سردار مظہر: یوں دیکھا جائے تو ایم ایس او پاکستان کے بے شمار مقاصد ہیں لیکن ان میں چند ایسے ہیں جن کے بارے میں ایم ایس او کے قیام کے وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر ان کا سد باب نہ کیا گیا تو یہ معاشرے کے لیے ایسے ناسور بن جائیں گے کہ ہماری دینی و دنیوی دونوں زندگیاں اجیرن ہو جائیں گی اور اس معاشرے میں سانس لینا مشکل ہو جائے گا اور لادینیت، فرقہ واریت، بدامنی اور بے راہ روی کا دور دورہ ہوگا۔

سرفہرست جن مقاصد کو بنیاد بنایا گیا ان میں ملا و مسٹر کی طبقاتی تفریق کا خاتمہ تھا، یہ وہ خلیج تھی جس نے امت مسلمہ کے دو بڑے گروہوں میں دوریاں پیدا کر دیں تھیں اور ہر طبقہ دوسرے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ ایم ایس او پاکستان نے اس خلیج کے خاتمے کے لیے بھرپور محنت کی اور نہ صرف لوکل طبقات کو قریب کیا بلکہ وطن عزیز کی قومی سطح کی سیاسی و مذہبی قیادت کو بھی ایک اسٹیج پر لا کھڑا کیا۔

سرفہرست جن مقاصد کو بنیاد بنایا گیا ان میں ملا و مسٹر کی طبقاتی تفریق کا خاتمہ تھا، یہ وہ خلیج تھی جس نے امت مسلمہ کے دو بڑے گروہوں میں دوریاں پیدا کر دیں تھیں اور ہر طبقہ دوسرے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ ایم ایس او پاکستان نے اس خلیج کے خاتمے کے لیے بھرپور محنت کی اور نہ صرف لوکل طبقات کو قریب کیا بلکہ وطن عزیز کی قومی سطح کی سیاسی و مذہبی قیادت کو بھی ایک اسٹیج پر لا کھڑا کیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کے مقاصد میں ایک بڑا مقصد وطن عزیز میں رائج طبقاتی نظام تعلیم اور مخلوط نظام تعلیم کا خاتمہ بھی ہے جو ہر چڑھتے دن کے ساتھ قوم کو مزید تقسیم کرتا چلا جا رہا ہے۔ ایم ایس او پاکستان اس طبقاتی مخلوط نظام تعلیم کا خاتمہ کر کے ایک ایسا نظام تعلیم چاہتی ہے جو اسلام و نظریہ پاکستان اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، جو طلبہ و طالبات کی صلاحیتوں کو نکھار کر ان میں صفت حیا پیدا کرے اور ایک باصلاحیت

افراد کی کھیپ تیار ہو سکے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن طلبہ برادری کو حضور ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ عظام کی سیرت وکردار سے روشناس کراتے ہوئے ان مقدس ومعتبر شخصیات کے تحفظ کا جذبہ طلبہ میں بیدار کرنا چاہتی ہے۔

ایم ایس او پاکستان استاد اور درسگاہ کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے طلبہ کو منفی سرگرمیوں سے نکال کر ان میں تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرنا چاہتی ہے۔

نقیب طلبہ: آپ نے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان میں شمولیت کب اختیار کی اور ایسی کون سی خوبیاں تھیں جنہوں نے آپ کو ایم ایس او میں شامل ہونے پر مجبور کیا؟

سردار مظہر: میں نے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان میں 2005 میں شمولیت اختیار کی۔ یوں تو ایم ایس او پاکستان بے شمار خوبیوں سے متصف ہے لیکن مجھے جو اچھی لگیں اور میری ایم ایس او میں شمولیت کا ذریعہ بنی وہ احتسابی عمل تھا کہ وقت کا ناظم اعلیٰ جو جماعت کو لیڈ کر رہا ہوتا ہے وہ کارکنان کی عدالت میں کھڑا ہوتا ہے اور سال بھر کے اپنے ایک ایک عمل کا جواب دے رہا ہوتا ہے، یہ چیز ہم نے کتابوں میں تو پڑھی تھی کہ سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنے احتساب کے لیے اپنی رعایا کو عام اجازت دے رکھی تھی لیکن اس کا عملی مظاہرہ ایم ایس او پاکستان میں دیکھا۔ اور دوسری اس خوبی نے متاثر کیا کہ ایک عام شخص کو ایک بہترین قسم کا داعی بنا دیتے تھے، وہ پڑھتے تو ہمارے ساتھ تھے، اٹھتے بیٹھتے بھی ہمارے ساتھ لیکن ان کی سوچ وفکر کا زاویہ الگ ہوتا تھا، ان کی شخصیت میں واضح فرق نظر آتا تھا اور وہ ہم سے ہٹ کر سوچتے اور دیکھتے تھے اور ہر وقت نوجوان نسل کی اصلاح وتربیت کے لیے فکرمند رہتے تھے۔

نقیب طلبہ: مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اپنی جدوجہد اور اہداف میں کس حد تک کامیاب رہی؟

سردار مظہر: سب سے پہلے تو سمجھ لیجیے کہ مسلمان خود کو محنت اور جہد مسلسل کا مکلف سمجھتا ہے، محنت کے ثمرات کا نہیں سوچتا کیونکہ وہ خالق کائنات کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور ویسے بھی انسان جدوجہد کرتا ہے اس کے ثمرات آنے والی نسلیں حاصل کرتی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایم ایس او پاکستان کا کام سٹوڈنٹس کو فتنہ وفساد، فرقہ واریت، فحاشی وعریانی اور فکری ونظریاتی آزادی سے بچا کر اسلامی نظر وفکر دینا ہے، ایم ایس او عصری طلبہ کو دینی ذہن دے رہی ہے، جب کہ مدارس دینیہ کے طلبہ کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون حاصل کرنے کی طرف متوجہ کر رہی ہے۔ الحمدللہ! ایم ایس او پاکستان اپنی اس جدوجہد میں سو فیصد کامیاب جا رہی ہے۔ ہمارے ساتھ ہر سوچ ونظریہ، مسلک وطبقہ کے افراد موجود ہیں جو یہاں سے رہنمائی لے کر مختلف شعبوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

نقیب طلبہ: بحیثیت ناظم اعلیٰ آپ کے نقطہ نظر میں ایم ایس او کے کارکن کو کن اوصاف سے متصف ہونا چاہیے؟

سردار مظہر: کارکن کی پہلی صفت یہ ہے کہ اس میں اخلاص وللّٰہیت ہو تاکہ وہ جماعت کا کام محض اللہ کی رضا کے لیے کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ہی کام کے اجر وثواب کا خواہش مند ہو۔ ایک کارکن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تنظیم کے نصب العین اور اغراض ومقاصد سے واقف ہو کہ میری تنظیم کرنا کیا چاہتی ہے۔ اسی طرح کارکن اپنے مشن وکاز کا داعی ہو اور جنون کی حد تک دعوت دینے والا ہو تاکہ ہر مسلمان تک اس کی جماعت کا پیغام اور دعوت پہنچ جائے۔ ایک نظریاتی کارکن کو چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کرے اور سمجھنے کی کوشش کرے کہ حضرات صحابہ کرام نے کس طرح اپنے قائد کے کارکن بن کے دکھایا، اور صحابہ کرامؓ جیسی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کارکن کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ استقامت اور مستقل مزاجی کی صفت سے متصف ہو، تاکہ حالات کے تھپیڑے اور مشکلات اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ کارکن میں اطاعت امیر کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ کامیاب کارکن بننے کے لیے ضروری

ہے کہ اس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری ہو اور وہ گناہوں سے بچتے ہوئے اسوہ حسنہ اور اسوہ صحابہؓ پر چلنے کا جوش وجذبہ رکھتا ہو۔ کارکن کو چاہیے کہ خود کو علمی طور پر مضبوط کرتے ہوئے اپنے آپ کو تنظیم کے نظم وضبط کے مطابق ڈھال لے اور جماعت کی چلتی پھرتی دعوت بن جائے۔

نقیب طلبہ: بحثیت ناظم اعلیٰ آپ ایم ایس او پاکستان کو کس سطح تک لے کر جانا چاہتے ہیں اور کیسا دیکھنا چاہتے ہیں؟

سردار مظہر: میں بحثیت ناظم اعلیٰ یہ سوچ اور فکر رکھتا ہوں کہ ایم ایس او پاکستان نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلم نوجوانوں کی نمائندہ تنظیم ہو اور پوری دنیا کے نوجوانوں کی دینی، فکری، اصلاحی اور نظریاتی رہنمائی کرتی نظر آئے اور ان نوجوانوں کو پیغمبر دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''تمام مسلمان ایک بدن کی مانند ہیں'' کے مطابق بنانے میں اہم کردار ادا کر سکے۔

نقیب طلبہ: آپ ایم ایس او کے تئیسویں یوم تاسیس کے موقع پر اپنے ذمہ داران و کارکنان اور نقیب کے قارئین کو کیا پیغام دینا چاہیں گے۔

سردار مظہر: میں بحثیت ناظم اعلیٰ تئیسویں یوم تاسیس کے موقع پر اپنے ذمہ داران سے کہنا چاہوں گا کہ سب سے پہلے رجوع الی اللہ کیجیے، گزشتہ یوم تاسیس سے اب تک اپنا محاسبہ کیجیے کہ ہم اپنے اہداف میں کہاں تک کامیاب رہے۔ جو کمیاں کوتاہیاں رہ گئیں ان کو نوٹ کر کے آئندہ ان سے بچنے کی کوشش کیجیے۔ اور یوم تاسیس کے موقع پر ایک بار پھر تجدید عہد ووفا کیجیے کہ باقی ماندہ زندگی میں بھی ''غلبہ اسلام واستحکام پاکستان'' کے عالمگیر نصب العین کی ترویج واشاعت کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے، اسلام اور وطن عزیز کے دشمنوں کا تعاقب جاری رکھیں گے اور پاکستان کو ایک مضبوط اسلامی، فلاحی اور آئیڈیل ریاست بنا کر دم لیں گے ان شاءاللہ۔

اس وقت آپ جس ذمہ داری پر فائز ہیں یہ آپ کے پاس جماعت کی امانت ہے اس کا احساس اور ادراک کرتے ہوئے سو فیصد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم نے بلاوجہ غفلت برتی تو ہم جماعت کے ہاں بھی اور اللہ کے ہاں بھی مجرم ہوں گے اور جواب دہ ہوں گے۔ نئے لوگوں کو تنظیم کے ساتھ جوڑنے کے لیے فکرمندی کریں، جو دوست ذمہ دار ہوتے ہوئے نئے لوگ تیار نہیں کرتا وہ جماعت کیساتھ اتنا بڑا ظلم کرتا ہے جو دشمن بھی نہیں کر سکتا۔

ایم ایس او کے کارکنان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو باصلاحیت بنائیں، نماز کی پابندی کیجیے اور خود کو اسوہ حسنہ اور حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ اطہار کی زندگیوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور جہاں کہیں کام میں مشکل کا سامنا ہو تو انتہائی صبر واستقامت کے ساتھ اس کے حل کے اللہ سے رجوع کیجیے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو (آمین)

بقیہ منزل کے عہد کے 23 سال

تو قیامت تک آپ کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔'' پھر وقت نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سرخرو لوٹایا تھا۔

چراغِ حق کی لو پر شباب آئے گا
ستم گروں پہ یقیناً عذاب آئے گا
قدم نہ ہٹانا ستمگروں کے رستے سے
تمہارے دم سے نیا انقلاب آئے گا

آج کے کارکنوں سے حالات تقاضا بھی کر رہے ہیں اور آج تجدیدِ عہد بھی کریں کہ سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ واہلبیتؓ کی زندگیوں کو اپنے اوپر نافذ کریں، تعلیم کے بہترین مواقع مت گنوائیں، جسمِ واحد کی طرح دوسرے مسلمانوں کی تکلیف کو محسوس کریں اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہر مسلمان سمیت اپنے حلقہِ احباب میں جماعتی دعوت وفکر کو پھیلائیں اِسی میں آپ کے لئے ابدی بقا ہے اور یہی کامیابی ہے۔

ملک وملت کے لیئے نویدِ سحر!!

ایم ایس او کی جدوجہد کا مقصد

ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ، سابق ناظم اعلیٰ MSO پاکستان

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی تمام تر جدوجہد اسی لیے ہے کہ احیائے اسلام ہو، وطن عزیز مستحکم ہو، نظام خلافت راشدہ کا قیام، فسادفی الارض کا خاتمہ ہو، فرنگی نظام سے خلاصی ہو اور پاکستان کی نوجوان نسل، طلبہ برادری صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت کا سبق پڑھ کر دنیا بھر کی امامت کا فریضہ سرانجام دے سکے اور ملت اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھال سکے۔ ایم ایس او پاکستان اپنے 23 ویں یوم تاسیس کے موقع پر تجدید عہد کرتے ہوئے نئے سرے سے عزم کرتی ہے کہ وہ اپنے مشن پر پوری استقامت اور تندہی کے ساتھ قائم رہے گی ان شاء اللہ۔ اس موقع پر ایم ایس او کا ہر ہر کارکن یہ عہد کرے کہ وہ کسی طور پر بھی ایم ایس او کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اور اس کا پیغام کوچہ کوچہ عام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا۔ ایم ایس او اس موقع پر ملک بھر کے دینی اور عصری اداروں کی طلبہ برادری اور ملا و مسٹر کو کھلی دعوت دیتی ہے کہ آیئے! ہماری فکر، جدوجہد اور نظریے کو جانیے، سمجھیے اور پھر روشن منزل کو پانے کے لیے ہمارے شانہ بشانہ چلیے اور قافلہ میں شامل ہو کر قیام پاکستان کے مقاصد کے حصول کے لیے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

دینی وعصری طلبہ کا مشترکہ پلیٹ فارم

صفدر صدیقی، سابق ناظم اعلیٰ MSO پاکستان

ایم ایس او پاکستان معاصر طلبہ تنظیموں سے اس لیے ممتاز حیثیت کی حامل ہے کہ یہ تنظیم روایتی جمود سے بالاتر ہو کر مدارس دینیہ اور کالج ویونیورسٹیز کے طلبہ کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے جو ملا و مسٹر کی تفریق ختم کرنے کی عملی صورت ہے۔ ایم ایس او اپنے نظم میں خودمختار، مستقل وجود رکھنے والی، محب وطن اور نظریاتی طلبہ کی جماعت ہے۔ جس کی قیادت سے لے کر کارکن تک ہر فرد نظم جماعت کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ متدین، صالح، باصلاحیت اور اسلامی ومشرقی اقدار کے امین نوجوان اس طلبہ تنظیم کی قیادت کو سنبھالے ہوئے ہیں اور اسلامی روایات کی پاسبانی اور پاکستان کے استحکام کے لیے دینی وعصری اداروں کے طلبہ کی فکری ونظریاتی آبیاری میں مصروف عمل ہیں۔ ایم ایس او بانیان پاکستان کے افکار ونظریات کی حقیقی امین ہے۔ ایم ایس او طلبہ میں علمی وتحقیقی ذوق بیدار کرنے اور پروان چڑھانے کے لیے ایک جامع پروگرام رکھتی ہے جس کے لیے مختلف سطح پر ادبی، تحریری وتقریری مقابلے، کوئز پروگرامز اور ذہین طلبہ ونمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی جیسے اقدامات شامل ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایم ایس او کا ترجمان ماہنامہ نقیب طلبہ کا پلیٹ فارم بھی طلبہ کی صلاحیتوں کو جلا بخشے ہوئے ہے جس پر میں نقیب طلبہ کی انتظامیہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ایم ایس او قوم کا اثاثہ ہے

محمد احمد معاویہ، سابق ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی جہدوجہد دودہائیوں سے زیادہ عرصے پہ مشتمل ہے۔اس طلبہ تنظیم نے اس دورانیے میں سٹوڈنٹس میں خوف خدا، عشق مصطفی ﷺ اور حب اصحاب واہلبیت کا چراغ روشن کردیا ہے۔اس دورِ پرفتن میں گمراہی ہرطرف اپنے پنجے گاڑ چکی ہے، ایسے میں ایم ایس او ایسے صالح نوجوان تیار کرنا چاہتی ہے جواپنی دنیاوآخرت سنوارنے کے ساتھ ساتھ پوری قوم کے لیے کارآمد ثابت ہوں۔اور ایم ایس او پاکستان آنے والی نسلوں کے لیے ناموس رسالت ﷺ اور ناموس صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کی حیثیت قائم رکھنا اور ان کے تحفظ کا جذبہ منتقل کرنا چاہتی ہے۔ بلاشبہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عزت واکرام حد درجہ کمال ہمارے دلوں میں ہونا ضروری ہے۔ایم ایس او چاہتی ہے کہ نوجوان نسل کو سیرت طیبہ اور صحابہؓ کرام واہل بیت عظامؓ کی پاکیزہ زندگیوں سے روشناس کرا کر عملی زندگی میں ان مقدس شخصیات کو نوجوانوں کا آئیڈیل بنانا چاہتی ہے۔اس حوالے سے ناموس رسالت ﷺ وناموس صحابہؓ کے تحفظ کے سلسلے میں عملاً ہم ان مقدس ہستیوں کی سیرت وکردار کا مطالعہ کریں، اسے سمجھیں اور اپنائیں تاکہ خود اپنی زندگی میں ان کی ناموس کا تحفظ یقینی بنا سکیں۔

آیئے! پرامن جدوجہد آگے بڑھائیں

محسن خان عباسی، سابق ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان

وطن عزیز پاکستان میں اسلامی نظریات کی داعی طلبہ تنظیم ایم ایس او گزشتہ دو دہائیوں سے غلبہ اسلام واستحکام پاکستان اور طلبہ حقوق کی جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔غلبہ اسلام واستحکام پاکستان کے نصب العین کی حامل یہ خودمختار طلبہ تنظیم دینی وعصری تعلیمی اداروں میں یکساں طور پر مصروف عمل ہے۔جو دور جدید کے چیلنجز کا مقابلہ اور اپنے اہداف حاصل کرنے کے لیے طلبہ کی فکری ونظریاتی تربیت کر رہی ہے۔میری ان سطور کے ذریعے سے وطن عزیز کے دینی وعصری اداروں کے طلبہ سے گزارش ہے کہ ہر چیز میں بہتری کی بہرحال گنجائش ہوتی ہے، اس لیے ہمیں بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہنا ہوگا، اپنی جدوجہد کو تیز کرنا ہوگا، وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے اپنی پرامن جدوجہد کو آگے بڑھانا ہوگا، نفرتوں اور تشدد کی دیواروں کو گرا کر صرف امن اور سلامتی کو فروغ دینا ہوگا۔ مجھے یقین کہ اگر ہم نے عزم مصمم، جہد مسلسل اور دلی لگن کے ساتھ محنت جاری رکھی تو ایک دن ضرور آئے گا جب ہم اپنے مقاصد اور اہداف میں کامیاب ہوں گے۔(ان شاءاللہ)

ملک وملت کے لیے نوید سحر

رانا محمد ذیشان، سابق ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان وہ واحد طلبہ تنظیم ہے جو دینی وعصری اداروں میں یکساں طور پر کام کر رہی ہے، اور دینی وعصری طلبہ میں علمی وعملی اعتبار سے احساس ذمہ داری بیدار کر رہی ہے۔

ایم ایس او پاکستان طلبہ تنظیموں کے روایتی انداز سے ہٹ کر طلبہ کی ذہن سازی اور عملی کردار سازی پر محنت کر رہی ہے۔ ایم ایس او پاکستان اسلحہ کلچر کے فروغ کی بجائے اساتذہ ودرسگاہ کے تقدس کو اجاگر کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ طلبہ کو اسلامی شعور سے روشناس کراتے ہوئے اساتذہ کے حقیقی مرتبے کی پہچان کرا رہی ہے۔ ایم ایس او قومی، لسانی، اور مسلکی تعصّبات سے بالاتر ہوکر اعتدال پسند اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔

ایم ایس او مغربی یلغار کی روک تھام چاہتی ہے اور اپنے نوجوانوں کو یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ ایک مسلمان کی کامیابی مغربی کلچر میں نہیں بلکہ چودہ سو سال قبل آنے والے نظام میں ہے جس نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔ ایم ایس او پاکستان شعور وبیداری کی تحریک، فلاح وتقوی کی صدا اور کردار سازی کی علامت ہے۔ ایم ایس او سے وابستہ زمہ داران وکارکنان خوف خدا، عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب صحابہؓ واہل بیتؓ کے جذبے سے سرشار ہیں۔ وطن عزیز پاکستان کے دینی وعصری تعلیمی اداروں کے طلبہ کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ

آیئے! ان عظیم مقاصد اور لازوال اہداف کے لیے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا ساتھ دیجیے اور بن جایئے ملک وملت کے لیے نوید سحر۔

تحریر: عثمان فاروقی، کراچی

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ملک عزیز کی بھاگ دوڑ ہر دور میں عصری تعلیم یافتہ لوگوں میں رہی ہے اور اسلام اور بنیادی اسلامی نظریات سے نابلد ہونے کی وجہ سے کلیدی عہدوں پر فائز لوگوں نے اسلام کے بجائے ہمیشہ اپنی ذات اور دنیاوی مفادات کو ترجیح دی ہے، جس نے حالات بد سے بدتر بلکہ ابتر کر کے رکھ دیئے ہیں۔

ہمارے حکمرانوں نے اس ملک کو امریکی کالونی بنانے میں کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ ہی یہاں مغرب ویورپ کے مادر پدر آزاد تہذیب کی ترویج میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا ہے۔ دینی مدارس اور اس کے متعلقین کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت صرف تدریس وخطابت تک محدود کر کے رکھ دیا گیا تھا، جس کی وجہ سے ان کا اثر ورسوخ بڑے اداروں میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ آج سے تئیس سال پہلے چند نوجوانوں نے، جن میں کچھ دینی اور کچھ عصری اداروں کے فیض یافتہ تھے، اس بات پر غور کیا ہے کہ ملا اور مسٹر کے درمیان دانستہ حائل کی جانے والے اس خلیج کے خاتمے کیلئے کیا کیا جانا چاہیے، طویل غور وخوض کے بعد ان کے سامنے مسئلے کی جو بنیادی وجہ تھی وہ یہ کہ دونوں طبقوں کو قریب لانے کیلئے ان کے درمیان رابطے پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی، جس کے نتیجے میں عصری تعلیمی اداروں میں عملا دینی طبقے کا اثر ورسوخ ختم ہوکر رہ گیا ہے۔

مستقبل کے معماروں کو دینی سوچ سے قصداً دور رکھا گیا ہے، دوسری طرف دینی اداروں سے وابستہ طلبہ بھی بسم اللہ کے گنبد سے باہر آنے کو تیار نہیں ہیں، وہ اپنی دنیا میں مگن و مطمئن ہیں، وہ اس ذہنی ارتداد اور کفری یلغار سے آگہی نہیں رکھتے جو عصری اداروں میں برپا کی گئی ہے۔ سر جوڑ کر بیٹھنے کے بعد فیصلہ ہوا کہ ایک ایسی طلبہ تنظیم قائم کی جائے، جو دینی اور عصری دونوں اداروں میں کام کرے، اس کے ذریعے دونوں طبقات کو قریب لایا جائے اور ان دونوں طبقات کے درمیان حائل ہونے والی جو اجنبیت ہے اس کا خاتمہ کیا جائے۔

اللہ کے بھروسے پر سوئے منزل سفر شروع کر دیا گیا، آج الحمد اللہ مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی محنت صرف دینی مدارس میں نہیں بلکہ ملک بھر کی تقریبا ہر بڑی جامعہ، کالج اور یونیورسٹی میں زور شور سے جاری ہے۔ مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے ہر میدان میں اول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن تمام طلبہ تنظیموں سے استواری اور متحدہ جدوجہد پر یقین رکھتی ہے، مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن ایک واضح دستور، منشور اور لائحہ عمل رکھتی ہے، ایم ایس او طلبہ کی درست فکری تربیت کیلئے ایک مکمل نصاب کی حامل ہے اور ہر ایشو پر مختلف سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کرتی ہے، ایم ایس او نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی داعی اور اسی کیلئے فکری و نظریاتی جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔

مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن نے ہر میدان میں اول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن تمام طلبہ تنظیموں سے استواری اور متحدہ جدوجہد پر یقین رکھتی ہے، مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن ایک واضح دستور، منشور او ر لائحہ عمل رکھتی ہے، ایم ایس او طلبہ کی درست فکری تربیت کیلئے ایک مکمل نصاب کی حامل ہے اور ہر ایشو پر مختلف سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کرتی ہے، ایم ایس او نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی داعی اور اسی کیلئے فکری و نظریاتی جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔

ایم ایس او سمجھتی ہے کہ اداروں میں فساد کی وجہ وہاں دین دشمن نااہل لوگوں کی موجودگی ہے، جس کے مقابلے میں ایم ایس او تمام اداروں کو صالح افراد فراہم کرنے کیلئے تعلیمی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے اور ہر قسم کے ٹکراؤ کی پالیسی سے گریز کرتی ہے، ایم ایس او نظام و نصاب تعلیم میں پائے جانے والے نقائص کی نشاندھی اور ان کی اصلاح کیلئے عملی طور پر بیداری شعور اور آئینی جدوجہد پر کاربند ہے، ایم ایس او خصوصی تربیتی نشستوں کے ذریعے اپنے کارکنان کی نظریاتی، فکری و عملی تربیت کے اصول پر عمل پیرا ہے، جس کے انتہائی مفید نتائج چند سالوں میں ہی سامنے آئے ہیں، ایم ایس او ملک میں حب الوطنی اور استحکام پاکستان کی جدوجہد کیلئے دن رات کوشاں ہے جس کے لیے مختلف اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے، میڈیا وار کے اس دور میں شدت پسندی کے بجائے دلائل پر یقین رکھتی ہے، اور اسلام کے دفاع وحفاظت کیلئے میڈیا کے درست استعمال کی حامی و داعی ہے، ایم ایس او جمود کے بجائے جہد مسلسل پر یقین رکھتی ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا شکر و سپاس ہیں کہ اس نے صرف تئیس سالوں میں ہی ہمیں توقعات سے بڑھ کر کامیابیوں و کامرانیوں سے نوازا ہے، جس میں ایم ایس او کے کارکنان کی جدوجہد، قیادت کی تگ و دو اور اکابر کا اعتماد سب عوامل شامل ہیں۔

میرِ کارواں اِک مثالِ جاوداں

مولانا طارق نعمان گڑنگی

عزم و استقلال ہے شرط مقدم عشق میں
کوئی جادہ کیوں نہ ہو انسان اس پر جم رہے

موجودہ پرفتن دور میں خلوص، محبت و چاہت تعمیر وسیرت احساس وخدمت کے ساتھ نوجوانوں کوظلمت کے اندھیروں سے نکال کر صراط مستقیم کا روشن رستہ دکھانے والی تنظیم مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان ازحد خوبیوں کا مرکز گردانی جاتی ہے۔اس انتشار زدہ دور میں نوجوانوں کارجحان دین اسلام کی طرف گامزن کرنا،حسن اخلاق،موجودہ دور میں باطل سے لڑنا اورحق بات کہنا،مقصدحیات حاصل کرنا،خوشگوارزندگانی جینا،مقصدوجودحاصل کرنااوردین ودنیا کی خیر پانا ہیرے تراش کر باشعور نوجوانوں کو موتیوں کی ایک درخشندہ لڑی میں پرونا مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی عام خوبیاں ہیں۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان دوسری تنظیموں کی نسبت الگ اورنمایاں خصوصیات کی حامل ہےان میں سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اراکین بے داغ ماضی اور پاکیزہ قلب وجذبہ کے ساتھ تنظیم میں داخل ہوتے ہیں۔اگرچہ دیگر طلبہ تنظیمیں بھی سرگرم ِعمل ہیں لیکن یہ وہ واحد تنظیم ہے جس کی شناخت غلبہ اسلام اوراستحکام پاکستان ہے۔یعنی پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص قرآن وسنت کے نظام کی بالادستی جس کی عملی شکل تاریخ اسلامی میں دورخلافت راشدہ ہے لیکن قرآن وسنت کی بالادستی سے مقصود نہ صرف ریاستی استحکام کوملحوظ رکھنا ہے بلکہ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کااستحکام قرآن وسنت کی بالادستی میں ہی مضمر ہے۔اس تنظیم کا ہرنوجوان رکن دین کی محبت اورخدمت کے جذبہ کے ساتھ تنظیم میں شامل ہوتا ہے اور عہدہ،مراعات یاپیسے کی لالچ کے بغیرخدمات سرانجام دیتا ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی دوسری انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اس تنظیم کا رکن نوجوان واجبات کی ادائیگی کے ساتھ اپنی انفرادی تربیت وتزکیہ پربھی بھرپورتوجہ دیتا ہے تاکہ باطنی کمالات کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے سکے۔اس کے مقابلہ میں ایسی تنظیموں کا بھی قریب سے مشاہدہ کیا ہے جو دین کا نام استعمال کرتی ہیں لیکن انفرادی زندگی کی معنویت کواہمیت نہیں دیتیں۔

انسان کاتعلق خواہ کسی بھی تنظیم سے ہو،نعرہ بازی اس کی جوانی کا تقاضہ ہے لیکن ایم ایس او پاکستان کے نوجوان صرف نعرہ بازی پر یقین نہیں رکھتے بلکہ شعور، آگہی اور معنویت کے ساتھ فرنٹ لائن پر کھڑے نظر آتے ہیں۔تنظیم کے تربیت یافتہ افرادانتہائی مضبوط ہوکر باہر آتے ہیں اور مشکلات کے باوجودان کے پاؤں نہیں اکھڑتے۔کسی بھی تنظیم کے مضبوط ہونے اورمعاشرہ میں مثبت کرداراداکرنے کاتعلق اس کے نظریہ اوراراکین کے ایمان سے ہوتا ہے۔ان دونوں کے بغیر تنظیم کا دستور اگرچہ باقی رہتا ہے لیکن اس کی روح ختم ہوجاتی ہے اور تنظیم کی تشکیل کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں۔ایمان کے ساتھ بصیرت اور آگہی کا ہونا بہت ضروری ہے اور اگر عقل ومعرفت کے ساتھ کسی راستہ کا انتخاب کیا جائے تو مشکلات کے باوجود قدم نہیں ڈگمگاتے اس لیے شاعرمشرق علامہ اقبال کہتے ہے:

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا قیام آج سے 23سال قبل 11جنوری 2002 کوعمل میں آیا تھا۔تنظیم کے پہلے صدر

یعنی ناظم اعلیٰ قمر الزمان چوہدری تھے۔ 11 جنوری 2024 کو اس کا یوم تاسیس ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان علمی درسگاہ ہے جو اقامت دین کی عکاسی کرتی ہے یہ نوجوانوں کا ایک ایسا اعلیٰ تنظیمی ڈھانچہ ہے جس سے ہمیشہ خیر ہی خیر پھوٹتی ہے یہ ہمیشہ ذروں کو ستارہ کرتی ہے اور انہی ستاروں کو عظیم الشان کہکشاں کا حصہ بناتی ہے انہی بافکر وفقر کہکشوں کے گروہ سے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان اپنا ناظم چنتی ہے جو غلبہ اسلام اور استحکام پاکستان کی فکر کے عین مطابق ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان گدی نشست یا فرقہ وارانہ ٹولے پہ نہیں بلکہ حکم ربی اور اقامت دین کے فیصلوں کے مطابق اپنا ناظم اعلیٰ منتخب کرتی ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا اپنے ناظم کو خود منتخب کرنا اسے دوسرے سیاسی و دینی گروہوں اور تنظیموں سے منفرد اور جدا کرتا ہے یقیناً اسی میں مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا حسن پوشیدہ ہے جو اسے فرقہ وارانہ، رنگ نسل اور ذات پات کے تاسف سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے اقبال کہتا ہے:

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کو قائدانہ عزائم کا آغوش سمجھا جاتا ہے جس نے ازحد نوجوانوں کے کرداروں کو نکھارا اور معاشرے کو بصورت ناظمین اعلیٰ لاتعداد عظیم الشان ہستیوں سے نوازا جنہوں نے غلبہ اسلام اور استحکام پاکستان کی جدوجہد میں نئی روح پھونکی، اپنے کردار و عمل اور جدوجہد سے غلبہ اسلام کو منبع نور کیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کے عظیم الشان ستاروں پر جب قیادت کی ذمہ داری عائد کی جاتی ہے تو بجائے فخریہ شادمانی بجانے کے اپنی ذمہ داری کو بھانپتے ہوئے احساس وفکر سے رو دیتے ہیں کہ ناجانے یہ بوجھ کس قدر ہم پہ گراں گزرے۔ انہی ناظمین کے سامنے جب کوئی دوسرا ناظم منتخب کرلیا جاتا ہے تو پشیماں ہونے کی بجائے روشن چمکتی آنکھیں لیے اپنے نئے ناظم اعلیٰ کا استقبال اور اس کے حق میں نعرے بازی کرتے نظر آتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آج سے ہمارے بھی ناظم اعلیٰ اور قائد یہی نومنتخب ناظم ہیں۔ ایسی ہی قیادت لیے شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے کہا:

نگہ بلند، سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

قلب ونگاہ کی وجد اور احساس وکیفیات کے ساتھ یہ منظر قلب کو گرماتا ہوا روح کی تاثیر تک رسائی حاصل کرتا ہے اس روح میں اترے ہوئے لمحے کو میں نے جب جب بھی محسوس کیا تو لبوں پہ تبسم آیا، یہ منظر جس کی مہک پورے وجود کو معطر کرتی ہے اس کے دامن میں موجود افراد اس گلستان کے پھول ہوتے ہیں جن کی خوشبو خود بہار ہوتی ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی قیادت سنبھالنے والے سابقہ ناظمین اپنے اپنے تقرری دور میں ایک روشن باب منور کر کے جاتے ہیں جس کی چمک آج بھی قلب کو پرنور رکھتی ہے ان کے لیے یہ گزرے ہوئے لمحات اطمینان بخش ہوتے ہیں جنہوں نے نوجوانوں کی کردار سازی اور دین کی جدوجہد کے لیے یہ پل گزارے ہوتے ہیں۔

قمر الزمان چوہدری مرحوم، ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ، صفدر صدیقی، احمد معاویہ، محسن خان عباسی، رانا ذیشان اور سردار مظہر (تاحال ناظم اعلیٰ) یہ وہ ہستیاں ہے جن کے نور کو کوئی چاہ کے بھی کبھی بجھا نہ سکا ان عظیم لوگوں سے منسلک سنہری دور کی پرنور یادیں آج بھی قلب کو تروتازہ اور روشن رکھتی ہیں۔ ان تمام ناظمین کی محنت سے آج پاکستان کی کوئی یونیورسٹی یا کالج یا مدرسہ ایسا نہیں کہ جس میں ایم ایس او پاکستان موجود نہ ہو۔ طلبہ نہ صرف مستقبل کی قیادت ہوتے ہیں بلکہ کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے طلبہ کو وطنِ عزیز کا معمار قرار دیا تھا۔ ایثار و قربانی اور اخلاص کی شاہکار مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان سے ہی یہ امید باندھی جاسکتی ہے۔

وطن عزیز اس وقت جن بحرانوں سے دوچار ہے اور جس طرح پاکستان کے نظریاتی تشخص کو مسخ کرنے کے لیے نسل نو کے ذہنوں سے امت واحدہ کا تصور کھرچ دینے کی جو گھناؤنی سازش کی گئی ہے، اس کو ناکام بنانے کے لیے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا وجود بہت بڑی نعمت ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان بلاشبہ ملک وملت کا وہ اثاثہ ہے جس پر اللہ تعالی کا جتنا شکر بجالایا جائے کم ہے۔ ملک وملت کو جب اور جہاں بھی ضرورت پڑی، مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کے لاکھوں کارکنوں نے ہراول دستہ کا کردار ادا کیا ہے اور نظریاتی سرحدوں کے ساتھ ساتھ جغرافیائی سرحدوں کا بھی بھرپور دفاع کیا۔ نظریاتی و قومی وحدت، ملکی سلامتی، یکجہتی، آزادی اور خودمختاری کے تحفظ کے لیے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی گرانقدر خدمات کا قوم نے ہمیشہ اعتراف کیا ہے۔ اب بھی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کو یہ کردار مزید جرات و بہادری سے انجام دینا ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان میری اور میرے جیسے لاکھوں پاکستانیوں کی محسن ہے۔ اس تنظیم نے ہمیں ہمیشہ اپنے خالق ومالک کی اطاعت گزاری سکھائی ہے ۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرہ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور اس کے کارکنان کو اسلام اور ملک وملت کی خدمت کے بہترین مواقع اور توفیق عطا فرمائے (آمین)

اے کہ ترے بیان میں نغمہء صلح و آشتی

جوشؔ ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشہء خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

خشک عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزم حسن ناز میں اُف رے تری شناوری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابش روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا، نازش مہر خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمہء صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندہء بندہ پروری

اے کہ ترے دماغ پر جنبش پر تو صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری

چھین لیں تو نے مجلس شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکر لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری

لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخِ چنبری

چینِ ستم سے بے خبر ، تیری جبینِ دل کشی
حرفِ وفا سے تابناک --- تیری بیاضِ دلبری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا -- گدائے راہ کو -- تُو نے شکوہِ قیصری

جوشؔ کے حالِ زار پر رحم کہ تیری ذات ہے
شعلہٴ طورِ معرفت ---- شمعِ حریمِ دلبری

بزمِ نقیبِ طلبہ

ایک مثالی تربیت گاہ

محمد اسامہ عزیز، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ایم ایس او پاکستان ایک ایسی تربیت گاہ ہے جو بشمول ناچیز کے تمام نوجوانوں کی پہلی انقلابی جماعت کی روشنی میں نوجوانوں کی تربیت کر رہی ہے۔غلبہ اسلام و استحکام پاکستان کے واضع پیغام کے ساتھ ایسے نوجوان تیار کر رہی ہے جو اسلام اور وطن کی ترقی کیلئے کارآمد ہیں۔ناچیز نے اس جماعت میں رہتے ہوئے ملا و مسٹر کو باہم شیر و شکر کی طرح پایا۔ایم ایس او ایمان اور اتحاد کی وجہ سے منظم اور احتساب کے عمل کی وجہ سے اپنے طرز کی منفرد جماعت ہے۔

پرامن تنظیم

چوہدری علیم، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا نصب العین غلبہ اسلام و استحکام پاکستان ہے۔الحمدللہ! جب سے اس تنظیم کے ساتھ ملے ہیں اس جماعت نے آج کے نوجوان کو دین اسلام شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے درس دیا ہے۔مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے نوجوان اس وطن عزیز کے دفاع کے لیے ہر ممکن اقدامات کر رہے ہیں۔ایم ایس او پاکستان ایک پرامن جہد و جہد کر رہی ہے ایم ایس او نے اساتذہ اور درسگاہ کے تقدس کو اجاگر کرنے کے لیے طلبہ پر محنت کر رہی ہے۔تعلیمی اداروں میں کسی بھی قسم کی ٹکراؤ پالیسی سے پرہیز رکھنا ضروری سمجھتی ہے، اسلحہ کلچر کے خاتمے اور طلبہ سے منشیات کے خاتمے پر زور دیتی ہے۔

قابلِ فخر تنظیم

محمد فیاض، غازی یونیورسٹی ڈی.جی خان

ایم ایس او جو کہ طلبہ کی ایک خودمختار غیر سیاسی طلبہ تنظیم ہے جو اپنے عظیم نصب العین غلبہ اسلام و استحکام پاکستان سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی تربیت کی اور صحابہ اکرام پوری دنیا کے لیے معیار حق بن گے،ایم ایس او یہ چاہتی ہے کہ آج کے نوجوان کی تربیت اس انداز میں کی جائے کہ اگر کل کو کسی منصب پر پہنچے تو اس کا قلم غلبہ اسلام اور استحکام پاکستان کے لیے چلے۔ایم ایس او ملا و مسٹر کی طبقاتی تفریق کو ختم کر کے معاشرے سے فرقہ واریت کو ختم کرنا چاہتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی رکنیت اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔

ناریل کے کرشمے:

ایک مسافر سخت گرمی میں ایک ایسے جھونپڑے میں جا پہنچا جس پر ناریل کے درختوں کا سایہ تھا۔صاحب خانہ نے مسافر کو شراب، دودھ اور حلوا نہایت عمدہ برتنوں میں پیش کیا۔ مسافر نے پوچھا کہ ”جنگل میں یہ غذائیں کہاں سے آگئیں؟“ کہا ”یہ سب کچھ ناریل کی بدولت ہے۔میں کچے ناریل سے پانی، پختہ ناریل سے دودھ، پتوں سے حلوا،شگوفوں سے شراب، پھولوں سے شکر، چھال سے برتن،لکڑی سے ایندھن، بُنے ہوئے پتوں سے چھت، ریشوں سے رسیاں اور تیل سے روشنی حاصل کیا کرتا ہوں۔“ جب مسافر چلنے لگا تو میزبان نے ایک شاخ کو جھاڑا، جس سے غبار سا گرا۔اس غبار سے سیاہی کا کام لے کر ایک پتے پر کسی دوست کی طرف چٹھی لکھ دی۔

(ثناءاللہ سعد شجاع آبادی کی کتاب ”گلہائے رنگا رنگ“،صفحہ:219 سے اقتباس)

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!!

وسیم الحسن، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

نوع انسانی کی تاریخ کے اوراق کو گردانا جائے تو قوم کے عروج و زوال کی داستان کا ایک مستقل باب ہے، اس عروج وزوال میں اہم کردار نوجوان نسل کا ہے۔ جس قوم کی نسل نو اپنے مقاصد اور زمہ داریوں کو فراموش کر بیٹھے اور عیش وعشرت میں لگ جائے، اجتماعیت کو چھوڑ کر اپنی ذات کی فکر میں مگھن ہوجائے اور قومی مفادات کو پس پشت ڈال کر ذاتیات کو ترجیح دینا شروع کردے، اپنی مذہبی روایات کو اپنانے میں عار محسوس کرے اور غیر اقوام کی تہذیب وتمدن میں فخر محسوس کرے تو اس قوم کا مقدر ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی قوم نہ تو اپنا وقار برقرار رکھ سکتی ہے اور نہ دوسری اقوام کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ ایسی قوم کا مقدر ذلت ورسوائی اور غلامی ہی ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب سے امت مسلمہ کے نوجوان مغرب کے صنعتی انقلاب سے مرعوب ہوئے اور اپنی تہذیب کو پاؤں کی زنجیر سمجھا اور مغرب کی نقالی میں اپنے آپ کو وقف کردیا تو مغرب نے نت نئے خوش نما سلوگن کا استعمال کیا کبھی انسانیت کے حقوق تو کبھی عورتوں کے حقوق کبھی تعلیمی ترقی تو کبھی عالمی امن کے قیام کے خوبصورت سلوگن کے ذریعے نوجوانان امت کو اپنی طرف متوجہ کرلیا ۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی اقدار اپنانے میں عار محسوس کرنے لگے، اسلامی شعائر کو مغرب کی اصطلاحات کی نظر کردیا مثلاً سیاست کو مذہب سے جدا گردانا تو ہم نے سیاست اور مذہب کو الگ کرنا شروع کردیا، یہی وجہ ہے کہ مغرب آج مسلمانوں کی سیاست پر اپنا کنٹرول جما چکا ہے ظلم کا سد باب اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے والوں کو میڈیا کے پروپیگنڈہ کے ذریعے دہشت گرد کے طور پیش کر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ امن کے نام پر مغرب اور اس کے حواری مسلم ممالک پر چڑھ دوڑتے ہیں پھر افغانستان سے لیکر شام، عراق، لبنا اور دیگر کئی مسلم ریاستوں میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے اور مسلمان خاموش تماشائی نظر آتے ہیں۔

لیکن میں سمجھتا ہوں حالیہ فلسطینی قضیہ مغرب کی دوغلی پالیسی اور منافقت کا ایسا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ تمام خوش نما سلوگن، وہ ہیومن رائٹس ہو یا عالمی قیام امن کے قوانین، سب میں ان کی منافقت عیاں ہوچکی ہے۔ اب امت کے نوجوانوں کو ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا، ظلم کی اندھیر نگری کو روشنی بخشناں ہوگی، پھر سے اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا، وہ میدان جو ہمارا ورثہ ہوا کرتے تھے ہم نے ان کو مغرب کے حوالے کردیا، ان سے پھر چھیننا ہونگے۔ عام ہے کہ وہ تعلیمی میدان ہوں یا سیاسی، وہ ٹیکنالوجی کا میدان ہو یا علوم شرعیہ کا، تمام تر وہ اصطلاحات جو مغرب نے ہمارے اکابرین کی ایجادات پر اپنی فٹ کی ان سے چھین کر اہل اسلام کو پھر سے دنیا کی عظیم قوم بنانا ہوگا، جس میں نظام تعلیم سے لیکر نظام سیاست تک، قیام امن اور معاشرتی تہذیب وتمدن سمیت وہ تمام مغربی کلچر جس کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہمارے معاشرے پر مسلط کردیا اس کو کوڑے دان میں پھینکنا ہوگا، کیونکہ اس تہذیب نے بھائی بہن کے رشتے کو داغ دار کیا، ماں بیٹے جیسے مقدس رشتے کو چوٹ پہنچائی تو اس جیسی گندی تہذیب کی جگہ کوڑا دان ہی بنتی ہے۔

جس دن ہم نے اپنے اسلامی اقدار اور تہذیبی افکار کو اپنا لیا اس دن وہ تمام تر ظلم وتشدد جو پچھلی ایک صدی سے مسلمانوں پر ہو رہا ہے ان کو روکنے اور جوابا بدلہ لینے کے قابل ہوجائیں گے۔ ہم آج بھی پر امید ہیں ان شاء اللہ ایک بار پھر امت جس طرح بیدار ہوچکی ہے وہ دن دور نہیں جب افغانستان سے لیکر برما تک، کشمیر سے لیکر فلسطین اور شام سے لیکر عراق تک شہدا کا خون رنگ لائے گا اور ظلم کی یہ رات ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائے گی۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس ظلم کی رات چھٹنے کا اشارہ کچھ ان الفاظ میں کیا تھا:

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے؟
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

عالمگیر نصب العین کی حامل

عبدالرؤف چوہدری

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر جس دین مبین کی طرف لوگوں کو بلایا تھا وہ دین اسلام تمام مذاہب پر غالب ہونے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ قرآن کریم میں رب جلیل نے بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد بھی "دین اسلام" کے غلبے کو قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آفاقی دعوت کو قبول کرنے کا آغاز سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ہوا۔ اسلام کی اس اکائی نے روز اول سے ہی اسلام کی دعوت کو اپنا لیا اور اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔ جہاں پیغمبرِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی بھٹکی ہوئی قوم کو راہ راست پر لانے کے لیے عملی دعوت کا آغاز کیا وہیں پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی پیش پیش رہے۔ جو شخص بھی حلقہ بگوش اسلام ہوتا اس کا بھی ایک ہی کام ہوتا کہ اسلام کے غلبہ کے لیے خود کو پیش کر دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 23 سالہ محنت سے ایک پاکیزہ اور منزہ جماعت وجود میں آئی جو انتخاب خدا ہونے کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کا بھی مصداق ٹھہری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اپنے نظریات اس جماعت کے ذہنوں میں منتقل کیے بلکہ ان نفوس قدسیہ کو اپنے نظریے کا عملی مبلغ بنا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کی سیرت و کردار کی روشن کرنوں کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ جاتا ہے کہ یہ محمد کا غلام ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ صحابہؓ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظریے کے ایسے نقش بن چکے تھے کہ روئے زمین کے جس خطے پر جاتے، لوگوں کو ایک ہی بات ارشاد فرماتے "اے لوگو! تم ہمارے شب و روز کا معائنہ کرو، اگر تمہیں ہماری زندگیوں میں کردار کی خوشبو اور رعنائیاں نظر آئیں تو تم بھی ہماری طرح بن جاؤ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار کردہ اس باکردار اور وفا شعار جماعت صحابہؓ کرام کے کردار کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو تکمیل تک پہنچایا۔ چونکہ اسلام بستی دنیا تک غالب ہونے کے لیے آیا تھا لیکن اس کا عملی غلبہ حضرات خلفاء راشدین کے دور میں ہوا۔ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکرؓ صدیق نے اس دور کی دو سب سے بڑی طاقتور قوتوں "روم و فارس" کی دیواروں میں پہلا کیل ٹھونکا اور سیدنا عمرؓ فاروق نے دونوں سلطنتوں کے غرور و تکبر کو خاک میں ملا دیا اور ان کے نظریات کو نبوی نظریات کے تابع کر کے اسلام کے پرچم تلے جمع کر دیا۔

یہی وہ عالمگیر مقصد تھا جس کے لیے وطن عزیز پاکستان کو معرض وجود میں لایا گیا۔ پاکستان چونکہ ہمارا گھر ہے تو گھر کا خیال رکھنا اور اسے ہر لحاظ سے محفوظ و مستحکم بنانا گھر کے باشندوں کی ذمہ داری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصد بعثت نبویؐ اور وطن عزیز کو مستحکم و مضبوط بنانے کے لیے چند صالح، متدین، پُرعزم اور باکردار نوجوانوں نے 22 سال قبل 11 جنوری 2002 کو عالمگیر نصب العین "غلبہ اسلام و استحکام پاکستان" کے لیے "مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان" کی بنیاد رکھی۔ MSO پاکستان وہ واحد طلبہ تنظیم ہے جو دینی و عصری اداروں میں یکساں طور پر کام کر رہی ہے، اور دینی و عصری طلبہ میں علمی اور عملی اعتبار سے احساس ذمہ داری بیدار کر رہی ہے۔ MSO پاکستان طلبہ تنظیموں کے روایتی انداز سے ہٹ کر طلبہ کی فکری ذہن سازی اور علمی کردار سازی پر محنت کر رہی ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اسلحہ کلچر کے فروغ کی بجائے پرامن جدوجہد کے ذریعے ایک ایسا اسلامی فلاحی معاشرہ تشکیل دینا چاہتی ہے جو اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے لیے معاون ثابت ہو۔ MSO اساتذہ و درسگاہ کے تقدس کو اجاگر کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ طلبہ کو

اسلامی شعور سے روشناس کرواتے ہوئے اساتذہ کے حقیقی مرتبے کی پہچان کرارہی ہے۔ MSO پاکستان ایک شعور بیداری کی تحریک، فلاح وتقویٰ کی صدااور کردار سازی کی علامت ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان ایک عالمگیر نصب العین رکھتی ہے اور وہ نصب العین "غلبہ اسلام واستحکام پاکستان" ہے۔ MSO پاکستان "غلبہ اسلام" اس لیے چاہتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد "غلبہ اسلام" تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ پر نبوت ورسالت ختم ہوگئی، لہذا آپ ﷺ کی بعثت کے مقصد کے لیے کوشش کرنا، اس کے غلبہ کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ اور MSO وطن عزیز "پاکستان" کو ایک مستحکم ریاست بنانا چاہتی ہے، وطن عزیز پاکستان کی بنیاد لا الہ الا اللہ کے نعرے یعنی اسلام پر رکھی گئی، بانیان پاکستان میں سے ہر ایک کے خیالات واحساسات کو تاریخ کے دریچوں میں الٹ پلٹ کر دیکھا جائے تو واضح طور پر یہی نتیجہ سامنے آتا ہے کی وہ پاکستان کو مثالی، فلاحی اور اسلامی ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے۔ MSO پاکستان اس مقصد کے حصول کے لیے خالی نعروں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ عملی طور پر نوجوانوں کی ایک کھیپ تیار کر کے معاشرے میں بھیجنا چاہتی ہے کہ جو معاشرے میں پھیلے ہوئے ناسور کو ختم کرنے کے لیے سنگ میل ثابت ہو۔ اور پاکستان کا استحکام حقیقی معنوں میں اس نظام مصطفی ﷺ سے وابستہ ہے جس نظام کا نعرہ لگا کر یہ ملک حاصل کیا گیا۔ الغرض MSO پاکستان پوری دنیا میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص غلبہ اسلام کی صورت میں قرآن وسنت کی بالادستی چاہتی ہے اور اس کی عملی شکل تاریخ اسلام میں دور خلافت راشدہ ہے۔ اور MSO یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی بنیادوں کا استحکام قرآن وسنت کی بالادستی میں ہی مضمر ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن آنے والی نسلوں کے ہاں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم وناموس صحابہ واہلبیت رضی اللہ عنھم کی حیثیت قائم کرنا اور دلوں میں ان کے تحفظ کا جذبہ سرایت کرنا چاہتی ہے۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی عزت واکرام حد درجہ کمال ہمارے دلوں میں ہونا ضروری ہے۔ اپنے نوجوانوں کو سیرت طیبہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگیوں سے روشناس کرا کے ان مقدس شخصیات کو اپنا آئیڈیل بنانا چاہتی ہے۔ MSO یہ چاہتی ہے کہ ناموس رسالت وناموس صحابہؓ کے تحفظ کے سلسلے میں اولاً ہم ان حضرات کی سیرت وکردار کو عملاً اپنائیں، تاکہ خود اپنی زندگی میں ان کی ناموس کا تحفظ یقینی بنا سکیں۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ملّا ومسٹر کی تفریق کا خاتمہ چاہتی ہے اور ان دونوں گروہوں کو سابقہ ادوار کی طرح ایک مالا میں پرو کر ایک دوسرے کے دست وبازو بنانا چاہتی ہے۔ ملا ومسٹر کے درمیان اس وسیع خلیج کا بیج ایک مخصوص منصوبہ بندی کے تحت بویا گیا اور ایسی نفرتیں پھیلائی گئیں کہ ان دونوں علمی گروہوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کر دیا گیا۔ اس خلیج کے خاتمے کے لیے آزادی ہند کے ہیرو شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے عملی اقدامات کیے۔ حضرت شیخ الہندؒ جب مالٹا کی اسیری کاٹ کر رہا ہوئے تو آپ بنفس نفیس علی گڑھ یونیورسٹی تشریف لے گئے اور وہاں ملا ومسٹر کی تفریق کے خاتمہ کے لیے جو آپ نے ارشادات فرمائے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آج MSO پاکستان حضرت شیخ الہندؒ کی اسی سوچ وفکر کی آبیاری کرتے ہوئے ان دونوں گروہوں کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کرنے کے لیے مصروف عمل ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن روز اول سے ہی طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ چاہتی ہے اور یکساں نظام تعلیم کا احیا چاہتی ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج ہر ادارے کا اپنا نصاب تعلیم ہے۔ یہاں امیر کے لیے الگ نصاب ہے اور غریب کے لیے الگ۔ MSO پاکستان اس طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ چاہتی ہے۔ MSO کا مطالبہ ہے کہ نظریہ پاکستان، جذبہ

حب الوطنی، متوازن طرزِ حیات، اسلامی اقدار اور مشرقی روایات سے مزین ایک قومی اور فکری نصاب تعلیم تشکیل دیا جائے کیونکہ طبقاتی نظام تعلیم معاشرے میں عدم توازن اور طبقاتی تفریق کو جنم دے رہا ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن وطن عزیز پاکستان کے تمام شعبہ جات کو باصلاحیت، امانت دار اور حیادار افراد مہیا کرنا چاہتی ہے تاکہ ملک پستی کی وادیوں سے نکل کر اوج ثریا تک پہنچ سکے اور وطن عزیز کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرسکیں۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن تمام طلبہ تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے درسگاہ کے تقدس کو اجاگر کرنا چاہتی ہے اور طلبہ کے تمام حقوق کی پاسداری چاہتی ہے۔ اسی عظیم مقصد کے لیے MSO پاکستان نے دیگر طلبہ تنظیموں سے مل کر ''مسلم طلباء محاذ'' کے نام سے ایک پلیٹ فارم کی بنیاد رکھی تاکہ طلبہ کے جملہ مسائل کا حل پیش کیا جاسکے اور طلبہ کو آنے والے تمام چیلنجز سے نمٹنے کے لیے راستہ فراہم کیا جاسکے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن قومی، لسانی اور مسلکی تعصّبات سے بالاتر ہوکر اعتدال پسند اسلامی معاشرے کا قیام چاہتی ہے کیونکہ قومیت، لسانیت اور مسلکی بے راہ روی مختلف قوموں میں تبدیل کردیتی ہیں جبکہ MSO پوری امت مسلمہ کو ایک ہی قوم بنانے کے لیے سرگرم ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن مغربی یلغار کی روک تھام چاہتی ہے اور اپنے نوجوان طبقے کو یہ باور کرانا چاہتی ہے کہ ایک مسلمان کی کامیابی مغربی کلچر میں نہیں بلکہ چودہ سو سال قبل آنے والے نظام میں ہے جس نے ہمیں حقیقی معنوں میں ایک دستورِ حیات دیا۔

حجر السم

جس وقت جعفر دمشق میں آیا اور سلیمان کی حضور میں پہنچ کر شرف یاب قدم بوس ہوا۔ سلیمان نے اس کی صورت کو بہت خوب پایا اور نہایت اعزاز سے اپنے پاس بیٹھنے کا حکم صادر فرمایا۔ مگر تھوڑی دیر میں سلیمان نے ترش رو ہوکر فرمایا کہ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، میرے پاس سے دور ہو۔'' اور دربانوں نے جعفر کو حسب الایما وہاں سے باہر نکال دیا۔ لوگ متحیر ہوئے کہ اس کا باعث نامعلوم رہا۔ بعد ایک مدت کے ایسا اتفاق ہوا کہ سلیمان بادشاہ نے خلوت فرمائی۔ اس وقت ایک ندیم (ساتھی) نے عرض کیا کہ ''حضرت! جعفر کو خراسان سے طلب کرنا، اتنے اعزاز سے مصاحب بنانا اور گھڑی بھر میں مردود النظر فرمانا، اس کا کیا باعث ہوا؟'' سلیمان نے فرمایا کہ ''اگر مشارالیہ (جعفر) دور سے نہ آیا ہوتا تو اس کو ہلاک کرڈالتا۔ کیونکہ جس وقت وہ میری حضور میں آیا، زہر قاتل اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔ تو کیا خوب اول تحفہ جو میرے واسطے وہ لایا، وہ زہر قاتل تھا!'' پس اس ندیم نے کہا کہ ''اگر اجازت فرمایئے تو اس ماجرے سے جعفر کو بھی متنبہ کروں؟'' حکم ہوا ''بہتر۔'' پس وہ شخص جعفر کے پاس آیا اور ماجرائے گذشتہ زبان پر لایا۔ جعفر نے کہا'' درحقیقت میرے پاس زہر تھا اور اس انگشتری کے زیر نگین ہنوز موجود ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمارے باپ دادے اکثر سلاطین کے حضور میں موردِ عتاب و سرزنش ہوئے اور بہت سے سخت وسست، جان پر اٹھایا کیے۔ پس مجھے یہ خوف رہا کرتا ہے کہ مبادا جیسا کہ ہمارے بزرگوار کے ہمراہ سلوک ہوا، ایسے ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک ہو۔ پس ہر وقت یہ زہر موجود ہے کہ جس وقت نصیب اعداء ایسے عذاب و عتاب میں مبتلا ہوں، تو فوراً اس انگوٹھی کو چوس کر قید ہستی سے رہائی پاؤں۔'' اس ماجرے کو سن کر وہ ندیم فوراً واپس ہوا اور سارا حال سلیمان کے گوش گذار کیا۔ سلیمان اس انجام بینی اور دوراندیشی کا حال سن کر نہایت راضی ہوئے اور مکرر اس کے احضار کا حکم صادر فرمایا اور باعزاز تمام اپنے نزدیک جگہ دی اور خلعت وزارت عطا فرمایا اور حکم دیا کہ چند توقیعات تحریر فرمائے۔ (توقیع اس خط بادشاہی کو کہتے ہیں کہ جو حالت قہر میں تحریر کیا جائے) اور منشور خلافت اس کے پاس ہوتا ہے۔ پس جس وقت ایک رات گذاری اور جعفر، سلیمان کی خدمت میں گستاخ (مانوس) ہوگیا۔ اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ''آپ کو کس طرح سے خبر ہوئی کہ میرے پاس زہر ہے؟'' سلیمان نے کہا کہ ''میرے پاس دو مہرے ہیں، ان کی خاصیت ہے کہ اگر کوئی یہ لے کر کسی طور پر حضوری میں آئے تو مہرہ مذکور جنبش کریں گے۔ پس جس وقت تم دربار میں آئے، مہرہ مذکور متحرک ہوئے۔ اسی علامت سے ہم نے تجھے زہر بردار سمجھا اور جب تیرے اُٹھ جانے سے مہروں کو آرام و تسکین ہوا زیادہ تر یقین آگیا کہ بے شک تیرے پاس زہر تھا۔'' سلیمان نے وہ دونوں مہرے بازو سے کھول کر جعفر کو دکھائے جو مثل مہرہ جزع کے تھے۔ بحوالہ: عجائب المخلوقات صفحہ 291،290

ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ

قاضی ابوہریرہ، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

اللہ تعالی نے اشرف المخلوقات کی رہنمائی کے لیے بنی نوع انسان میں سے ہی چند مخصوص لوگ منتخب کیے۔ یہ حضرات اللہ کا پیغام لے کر انسانوں کی طرف آتے رہے اور انہیں اللہ کی بندگی کی طرف مائل کرنے کے لیے تبلیغ کرتے رہے۔ اس نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ، اس پیغمبرانہ سلسلے کی آخری کڑی اور اس سلسلے سے ملحقہ حضرات کی خوبیوں کے جامع بن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ جیسے آپ ذات وصفات، عمل و کردار، صورت و سیرت میں بعداز خدا اعلی، ارفع اور اکمل بنے، اسی طرح آپ کی صحبت کے لیے جن لوگوں کو چنا گیا وہ بھی تمام انبیاء کے رفقاء سے افضل ٹھہرے۔ اس گلشن مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جس پھول کی طرف نظر دوڑائی جائے وہی اتنا کامل نظر آتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر پھول کی خوشبو سے تن من میں نورانیت پھیل جاتی ہے اور قلب و جگر معطر و منور ہو جاتے ہیں۔ ہر ستارے کی روشنی اتنی پرنور اور وسیع ہے کہ قیامت تک کے افراد کی ہدایت و اتباع کے لیے کافی ہے۔ اسی گلشن نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک کلی امت میں حضرت حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نام سے جانی جاتی ہیں۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "رملہ" اور کنیت "ام حبیبہ" ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت ابوسفیانؓ جبکہ والدہ کا نام حضرت صفیہ ہے۔ آپ کی ولادت اعلان نبوت سے قریبا 17 سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اسلام کی کرن کائنات پر نمودار ہوتے ہی ابتداء ایام میں ہی آپ ایمان کے نور سے منور ہو گئیں۔ اسلام کے ابتدائی دنوں میں کفار کے مظالم سے تنگ آ کر جس جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اس اول دستے میں آپ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ شامل تھیں۔ اسی شوہر سے آپ کی ایک بیٹی "حبیبہ" ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کی کنیت "ام حبیبہ" پڑ گئی اور اسی نام سے آپ مشہور ہیں۔ شوہر بعد میں مرتد ہو گیا لیکن آپ میں اسلام کی حقانیت ایسی رچ بس چکی تھی کہ پھر تاریکی ہمیشہ کے لیے آپ سے روٹھ گئی۔

آپؓ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آپ کو "ام المومنین" کہہ کر مخاطب کر رہا ہے، خواب جلد ہی شرمندہ تعمیر ہوا اور کچھ عرصے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نجاشی بادشاہ کے ذریعے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ اس خوشخبری کو سن کر آپ نے اپنا زیور اتار کر اس پرنور نوید سنانے والی کنیز کو دے دیا۔ آپ کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے سگے والد کو مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے سے روک دیا۔ (آپکے والد بعد ازیں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لیکر آئے) آپ سے صرف صحیحین (بخاری و مسلم) میں 55 احادیث منقول ہیں۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں معروف تابعین کے علاوہ جلیل القدر صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ خود آپ کے والد فرماتے ہیں "میرے ہاں عرب کی حسین ترین اور جمیل تر عورت ام حبیبہ موجود ہے۔

آپ کی نسبتوں کی طرف نگاہ دوڑائی جائے تو عقل مبہوت ہو جاتی ہے۔ آپ کے شوہر سردار دو عالم ﷺ، آپ کے دو بھائی حضرت یزید اور معاویہ (رضی اللہ عنہما) کا تبین وحی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے عظیم فاتح و سالار، اسلام کی فتوحات کا تذکرہ ان دونوں حضرات کے ذکر کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کے والد جناب ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ کے گھر کو مکہ کے لوگوں کے لیے "دارالامان" کا درجہ دیا گیا۔

آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کے ابتداء زمانے 44 ہجری میں زندگی کی 75 بہاریں دیکھ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ آپ جنت البقیع میں کاروان عظیم کے باقی قمقموں کے ساتھ مدفن ہوئیں۔

اور کارواں بنتا گیا

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سندھ

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام تمام اضلاع میں بین المدارس وسکول وکالجز تقریری مقابلوں بعنوان ''بیت المقدس اور ہماری ذمہ داریاں'' کا انعقاد کیا گیا۔

☆23 نومبر بروز جمعرات کو ضلع کماڑی میں تقریری مقابلہ ہوا جس میں شرکاء کی تعداد 300 تک تھی اور مہمانان گرامی رکن شوری مہتاب حمید ایڈووکیٹ، ناظم عمومی سندھ اعظم طارق، ناظم کراچی عنایت اللہ فاروقی اور دیگر حضرات تھے۔

☆07 دسمبر بروز جمعرات ضلع کورنگی وملیر کے زیر اہتمام تقریری مقابلے کا انعقاد کیا گیا، جس میں تین سو کے قریب افراد نے شرکت کی۔ سابق ناظم اعلی صفدر صدیقی، ناظم کراچی عنایت اللہ فاروقی اور دیگر حضرات بطور مہمان شریک ہوئے۔

☆07 دسمبر بروز جمعرات ضلع سینٹرل کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں مرکزی رہنما ملک اشتیاق احمد، سابق ناظم کراچی مفتی عدنان اور ناظم عمومی کراچی شاہ احمد پیرزادہ اور دیگر مہمانان گرامی نے شرکت کی۔

☆07 دسمبر بروز جمعرات ضلع ساؤتھ کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں کراچی ڈویژن کے ذمہ داران نے بطور مہمان شرکت کی۔

☆14 دسمبر بروز جمعرات ضلع ایسٹ کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ منعقد ہوا مہمان خصوصی سابق ناظم اعلیٰ صفدر صدیقی کے ساتھ ساتھ ناظم کراچی عنایت اللہ فارقی، ناظم عمومی شاہ احمد پیرزادہ اور سابق رہنما مفتی عبدالرازق نے شرکت کی۔

☆14 دسمبر بروز جمعرات ضلع ویسٹ کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس میں مرکزی رہنما ایم ایس او ملک اشتیاق احمد، ناظم کراچی عنایت اللہ فاروقی، سابق ناظم کراچی مفتی عدنان سمیت دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ضلع میر پور خاص کے زیر اہتمام 25 نومبر بروز ہفتہ ضلعی تربیتی کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس میں سابق امیر شوری برادر صفدر صدیقی، مرکزی تربیتی امور برادر عبدالرؤف چوہدری، سابق ناظم سندھ برادر ارشد رشیدی، سابق ناظم کراچی مفتی عبدالرازق نے شرکت کی اور مختلف عنوانات پر تربیتی گفتگو کی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ضلع سکھر کے زیر اہتمام 26 نومبر بروز اتوار ''ضلعی تربیتی ورکشاپ'' کا انعقاد تحصیل پنو عاقل میں کیا گیا، جس میں مرکزی ناظم تربیتی امور برادر عبدالرؤف چوہدری، ناظم عمومی صوبہ سندھ برادر اعظم طارق اور دیگر ذمہ داران نے گفتگو کی۔

☆ایم ایس او ضلع نوشہرو فیروز کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی، اصلاحی ''ضلعی تربیتی کنونشن'' 09 دسمبر بروز جمعرات منعقد ہوا جس میں سابق ناظم اعلیٰ برادر صفدر صدیقی، ناظم سندھ برادر عمر فاروق، برادر حسن عتیق سمیت دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ساؤتھ پنجاب

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں اپنا ایک سیٹ اپ رکھتی ہے تقریباً تمام جامعات میں کلاسز ستمبر اکتوبر میں شروع ہوتی ہیں تو تنظیم کی تشکیل نو بھی عموماً انہیں ماہ میں ہوتی ہے۔ ساؤتھ پنجاب کی طرف سے ایک ہفتہ جامعات کا دورہ معاون ناظم اطلاعات وسیم الحسن

نے کیا جس میں چودہ اور پندرہ نومبر کو ملتان کی جامعات بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ایمرسن یونیورسٹی ملتان، ٹائمز یونیورسٹی ملتان میں یونٹ کے زمہ داران اور نشستوں میں شرکت کی جس میں کارکنان نے بھر انداز میں ایم ایس او کے نصب العین کو طلبہ تک پہنچانے کا عزم کیا اگلے دن سولہ نومبر کو خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان یونٹ کی کیبنٹ سے میٹنگ ہوئی جس میں تنظیم سازی و دیگر امور زیر بحث ہوئے، سترہ نومبر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں یونٹ کی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی اور سابقین وحاضرین سے مختلف اوقات میں ملاقاتیں جس میں تنظیم سازی اور دیگر مسائل زیر بحث لائے گئے۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ساؤتھ پنجاب کے زیر اہتمام علمی فکری نظریاتی، تربیتی "لبیک یا اقصیٰ طلبہ کنونشن" کا انعقاد 14 دسمبر بروز جمعرات ضلع جھنگ میں کیا گیا، جس میں صوبائی عاملہ کے ساتھ ساتھ سابق ناظم اعلیٰ محمد احمد معاویہ، سابق ناظم اعلیٰ رانا ذیشان، مرکزی ناظم عمومی ارسلان کیانی، مرکزی تربیتی امور عبدالرؤف چوہدری سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت فرمائی اور گفتگو کی۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن شمالی پنجاب

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن چکوال کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی "ضلعی تربیتی کنونشن" کا انعقاد 16 دسمبر بروز جمعرات کیا گیا جس میں مرکزی ناظم عمومی برادر ارسلان کیانی اور صوبائی رہنما برادر نوید تاج نے گفتگو فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن تلہ گنگ کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی "ضلعی تربیتی کنونشن" کا انعقاد 23 نومبر بروز سوموار کیا گیا جس میں مرکزی ناظم مالیات ایم ایس او پاکستان برادر راجہ وسیم صدیقی اور دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اسلام آباد، مری، اٹک اور شیخوپورہ کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی "ضلعی تربیتی کنونشن" کا انعقاد 30 نومبر بروز جمعرات کو کیا گیا، تمام اضلاع کے کنونشنز میں کثیر تعداد میں ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی۔ اسلام آباد کے کنونشن میں ناظم اعلیٰ برادر سردار مظہر، ناظم مالیات برادر راجہ وسیم، ناظم عمومی پنجاب برادر عمیر ملک سمیت دیگر ذمہ داران نے جبکہ مری میں سابق امیر شوری مفتی عمر اعوان، اٹک کے کنونشن میں ناظم مالیات راجہ وسیم اور صوبائی رہنما برادر نوید تاج نے اور شیخوپورہ کے کنونشن میں ناظم تربیتی امور پنجاب برادر محمد طلحہ نے بطور مہمان شرکت فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن گجرانوالا کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی "ضلعی تربیتی کنونشن" کا انعقاد یکم دسمبر کو کیا گیا جس میں ناظم عومی پنجاب برادر عمیر ملک نے گفتگو فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن منڈی بہاؤالدین اور نارووال کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی "ضلعی تربیتی کنونشن" کا انعقاد 03 دسمبر کو کیا گیا۔

مسلماں ہم ہیں گلہائے گلستانِ محمدؐ ہیں

مولانا محمد ثانی حسنی

مسلماں ہم ہیں گلہائے گلستانِ محمدؐ ہیں
خدا لے نام لیوا ہیں غلامانِ محمدؐ ہیں
زہے قسمت دل و جاں سے فدایانِ محمدؐ ہیں
زبانِ گل فشاں سے ہم ثنا خوانِ محمدؐ ہیں
کیا کرتے ہیں روشن ہر نفس ظلمت کدے دل کے
لیے ہاتھوں میں اپنے شمعِ عرفانِ محمدؐ ہیں
نہیں احسان ہم پر اس جہاں کے رہنے والوں کا
خوشا قسمت کہ ہم ممنونِ احسانِ محمدؐ ہیں
بچائے کا ہمیں اللہ کفر و شرک و بدعت سے
کہ ہم دربان خوش کردار ایوانِ محمدؐ ہیں

منڈی کے کنونشن میں صوبائی اطلاعات پنجاب برادر ذاکر اللہ صافی اور نارووال میں عبدالماجد بھائی صوبائی رہنما نے فرکت فرمائی۔

☆مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن لاہور اور فیصل آباد کے زیر اہتمام علمی، فکری، نظریاتی ''ضلعی تربیتی کنونشن'' کا انعقاد 14 دسمبر بروز جمعرات ہو، لاہور کے کنونشن میں ناظم مالیات برادر راجہ وسیم اور ناظم عمومی پنجاب برادر عمیر مکی نے جبکہ فیصل آباد کے کنونشن میں برادر ارسلان کیانی اور برادر نوید تاج نے گفتگو کی۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن شمالی کے پی کے

☆ 1اکتوبر: سیرت کوئز مقابلہ گورنمنٹ ہائی سکول مولیاہ سیرت پروگرام سرکل بکوٹ۔

☆ 5اکتوبر: یوم اساتذہ کے موقع پر پورے ڈویژن میں سوشل میڈیا کمپین۔

☆6اکتوبر: سیرت کوئز مقابلہ گورنمنٹ گرلز سکول اندر سیری سرکل بکوٹ طالبات کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات۔

☆ 8اکتوبر: پورے ڈویژن میں فلسطین کے حق میں اور اسرائیل کے خلاف سوشل میڈیا کمپین۔

☆12اکتوبر: تربیتی نشست بعنوان عشق مصطفی ﷺ یونٹ حسن بن علیؓ مانسہرہ۔

☆15اکتوبر: دورہ تحصیل بالاکوٹ مانسہرہ ضلعی ناظم ایم ایس او مانسہرہ برادر احمد مجتبیٰ

☆20اکتوبر: سیف فلسطین مارچ سرکل بکوٹ۔

☆20اکتوبر: سیرت کوئز مقابلہ کوہسار پبلک سکول۔ سرکل بکوٹ۔

☆22اکتوبر: سیرت کوئز مقابلہ اقراء روضۃ الاطفال سکول سرکل بکوٹ۔

☆22اکتوبر: شوریٰ اجلاس ہری پور زیر صدارت محبوب خان۔

☆25اکتوبر: تربیتی نشست بعنوان عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یونٹ علی المرتضیٰؓ مانسہرہ۔

☆ 27اکتوبر: تربیتی نشست بعنوان عشق مصطفی ﷺ یونٹ سیدنا صدیق اکبرؓ مانسہرہ۔

☆31اکتوبر: تعارفی نشست ڈگری کالج مانسہرہ باڈی کا قیام۔

☆1نومبر: تعارفی نشست ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ باڈی کا قیام۔

☆ 2نومبر: تربیتی نشست بعنوان خودی کو کر بلند اتنا یونٹ حسن بن علیؓ مانسہرہ

☆8نومبر: تربیتی نشست بعنوان فکر اقبال یونیورسٹی آف ہری پور باڈی کا قیام۔

☆9نومبر، فکر اقبال کے عنوان پر سوشل میڈیا کمپین تمام اضلاع اور سرکل میں۔

☆13نومبر: تربیتی نشست بعنوان خودی کو کر بلند اتنا یونٹ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوہر شریف ہری پور۔

☆13نومبر: درس قرآن یونیورسٹی آف ہری پور۔

☆14نومبر: تربیتی نشست بعنوان فکر اقبال بمقام ٹی آئی پی ہری پور۔

☆16نومبر: تربیتی نشست بعنوان خاتم النبیین ﷺ سرکل بکوٹ۔

☆نومبر: میں سرکل بکوٹ کے زیر اہتمام اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کے لیے اسرائیلی مصنوعات کے پمفلٹ بنا کر پورے سرکل میں تقسیم کیے گئے۔

☆اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کے لیے پورے ڈویژن میں سوشل میڈیا کمپین۔۔

☆ 17نومبر: تربیتی نشست بعنوان فکر اقبال یونٹ سیدنا صدیق اکبرؓ مانسہرہ۔ 17نومبر: تربیتی نشست بعنوان فکر اقبالؒ یونٹ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانسہرہ۔

☆فکر اقبال کے حوالے سے ایبٹ آباد میں 2 نشستیں ہوئیں۔